وَقُومُوا لِلّٰہِ قَانِتِینَ

الحمد للہ والمنتہ کہ درین ایام میمنت آغاز مسرت انجام

بفضل ربّ المشرقین والمغربین

رسالہ

قرۃ العینین

بتحقیق

رفع الیدین

مؤلفہ

فاضل جلیل حبر نبیل مولانا مولوی محمد مشتاق احمد

حماہ اللہ من شرّ حاسد اذا حسد

حسب فرمائش سید غلام بھیک نیرنگ بی۔ اے ایڈووکیٹ

ہائی کورٹ معتمد عمومی جمعیتہ مرکزیہ تبلیغ الاسلام شہر انبالہ

برائے دانا جلیل احمد ص

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ھدانا طرق الاسلام والصلوٰۃ والسلام علی من بلغ
الینا جمیع الاحکام من الصلوٰۃ والصیام وعلی آلہ وصحبہ البررۃ الکرام۔
امابعد احقر العباد اذل الافراد الراجی رحمۃ ربہ الصمد عاصی
محمد مشتاق احمد برادران اسلام سے عرض کرتا ہے کہ احقر کے ایک سچے دوست
نے متعدد مرتبہ بطور طنز یہہ امر پیش کیا کہ علماء حنفیہ کے پاس رکوع کرتے وقت اور رکوع
سے سر اٹھانیکے وقت رفع یدین نہ کرنے کی کوئی حدیث صحیح یا حسن موجود نہین سب تارکین
سنت ہین اگر ہے تو پیش کرنا لازم ہے۔ چونکہ یہ سوء ظنی ترک سنت صرف حنفیون ہی کی نسبت نہین
ہوتی تھی جو فرقہ ناجیہ اہل السنۃ والجماعۃ مین یقیناً نصف سے زیادہ اور دو ثلث کے قریب ہین
بلکہ موافق اشہر روایت تمام مالکی بھی اس بدظنی کے مورد بنتے تھے۔ لہٰذا برائے دفع اتہام
عن اکثر امتہ سید الانام علیہ وعلی آلہ وصحبہ الف الف صلوٰۃ وسلام۔ جو احادیث صحاح ستہ وغیرہ
سے رفع یدین نہ کرنے مین احقر کو معلوم ہین اس مختصر رسالہ مین جمع کرتا ہے۔ فاقول وباللہ استعین
ابوداؤد مین ہے۔ حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ نا وکیع عن سفیان عن عاصم یعنی ابن
کلیب عن عبد الرحمن بن الاسود عن علقمۃ قال قال عبد اللہ بن مسعود
الا اصلی بکم صلوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فصلی فلم یرفع یدیہ
الا مرۃ (ابوداؤد صفحہ ۱۱۰ مطبع محمدی) ترجمہ کہا علقمہ نے کہ کہا عبد اللہ بن مسعود نے

کیا نہ پڑہاؤن مین تم کو نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کہا علقمہ نے پھر عبد اللہ بن مسعود
نے نماز پڑھی۔ پس نہ اٹھائے دونون ہاتھ مگر ایک دفعہ۔

توثیق اسناد

راوی اول۔ حدیث ہذا عثمان بن ابی شیبہ کی نسبت تقریب التہذیب کے صفحہ ۲۰۶ مین
لکھا ہے ثقۃ حافظ شہیر اور منجملہ راویان صحیحین ونسائی اور ابن ماجہ کے ہین۔

دوسرے راوی وکیع کی نسبت لکھا ہے ثقۃ حافظ من کبار التاسعۃ۔ تقریب
صفحہ ۲۷۱۔ اور یہ ہر شش کتب صحاح کے راویان مقبولین سے ہین۔

تیسرے۔ راوی سفیان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۹۶ مین لکھا ہے ثقۃ حافظ فقیہ
عابد امام حجۃ من رؤس الطبقۃ السابعۃ ولس اور یہ بھی مقبولین رواۃ صحاح ستہ
مین سے ہین۔

چوتھے۔ راوی عاصم بن کلیب کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۱۹ مین لکھا ہے صدوق رمی
بالارجاء من الخامسۃ اور یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راویون میں سے ہین اور تعلیقاً امام
بخاری نے بھی ان سے روایت کی ہے۔

پانچویں۔ راوی عبد الرحمن کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۴۹ مین لکھا ہے ثقۃ من الثالثۃ اور
یہ مقبولین رواۃ صحاح ستہ مین سے ہین۔

چھٹے۔ راوی علقمہ کی نسبت صفحہ ۱۸۲ مین ہے ثقۃ ثبت فقیہ عابد من الثانیۃ
اور روایت ان کے صحیحین اور سنن اربعہ مین موجود ہے۔

جب یہ ثابت ہوا کہ اس حدیث ابی داود کے چھ راوی جو واسطہ ہیں مابین عبد اللہ بن مسعود
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسی معتبر اور ثقہ ہین کہ روایت کیا انکے واسطے سے امام بخاری امام مسلم
نے اور دیگر صحاح والوں نے لہذا یہ حدیث صحت میں برابر ہوئی دیگر احادیث صحیحین کے

اور ایسے صحیح الاسناد حدیث کا ضعیف کہنا باطل ہوا اور جب عاصم سے تعلیقاً امام بخاری نے روایت کو لیا تو لامحالہ وہ رجال مقبولہ بخاری مین معدود ہو گئے۔

اور فی الجملہ تائید ہو گئی اسناد مذکور کی دوسرے طریقہ اسناد سے جو اس کے بعد دوسری سطر مین ابو داؤد نے بیان کی ہے۔ فی الجملہ کا لفظ اسواسطے کہا کہ یہ اسناد صرف سفیان تک ہے مگر تائید سے خالی نہین وہ یہ ہے حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ نَا مُعَاوِيَةُ وَخَالِدُ بْنُ عَمْرٍو بْنِ سَعِيدٍ وَاَبُوحُذَيْفَةَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بِاِسْنَادِهٖ بِهٰذَا قَالَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ وَقَالَ بَعْضُهُمْ مَرَّةً وَّاحِدَةً (ابوداؤد) اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ترمذی شریف مین موجود ہے الفاظ اسکے یہ ہین ثنا هَنَّادٌ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِي اَوَّلِ مَرَّةٍ (ترمذی شریف صفحہ ۳۵ مطبع مجتبائی) اس حدیث کی اسناد مین ہنّاد راوی زیادہ ہے باقی روات وہی ہین جنکی توثیق گذر چکی ہنّاد کی نسبت تقریب کے صفحہ ۲۶۷ مین (ثقة من العاشرة) لکھا ہے اور یہ صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے راویوں مین سے ہین لہذا یہ اسناد موافق شرط مسلم کے صحیح ہوئی۔

اور اسی اسناد سے روایت کیا اسکو نسائی مین لفظ اسکے یہ ہین نا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ الْمَرْوَزِيُّ نَا وَكِيعٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اُصَلِّي بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً وَّاحِدَةً۔ (نسائی صفحہ ۱۷۲ مطبع نظامی)۔

اس حدیث نسائی کے اسناد مین محمود بن غیلان مروزی زیادہ ہین باقی رجال اسناد وہی ہین جو صحیحین کے رجال ہیں اور محمود بن غیلان سے سوائے ابو داؤد کے باقی پانچون کتب صحاح مین روایت لی گئی لہذا حدیث نسائی موافق شرط صحیحین صحیح الاسناد ہوئی۔

اور محمود بن غیلان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۱۶۲ مین لکھا ہے ثقۃ من العاشرۃ اور مسند امام اعظم مین اسطرح روایت کیا ہے۔ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَّا عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَلَا يَعُوْدُ بِشَيْءٍ مِنْ ذَالِكَ (مسند امام اعظم صفحہ ۲۰) اس حدیث کے رواۃ مین ابراہیم علقمہ سے اور اسود سے صحیحین اور سنن اربعہ مین روایت کی گئی ہے مگر حماد بن سلیمان کی روایت بخاری مین نہین (مسلم شریف میں موجود ہے لہذا یہ سند موافق شرطِ مسلم صحیح ہوئی۔ حماد بن ابی سلیمان کی نسبت تقریب کے صفحہ ۶۴ مین ہے فقیہٌ صدوق لہٗ اوھام رُمی بالا رجاء۔

اور ابن ابی شیبہ نے اس حدیث کو اس طرح روایت کیا ہے ثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ اَلَا اُرِيْكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا مَرَّةً (رسالہ کشف الرین عن مسئلہ رفع یدین صفحہ ۵) اس سند کے تمام راوی صحیحین کے رواۃ مین سے ہین لہذا یہ اسناد موافقِ صحیحین (صحیح ہوئی۔

غرض اس حدیث عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو ان کتب احادیث مین ایسی اسانید سے روایت کیا ہے جنکے تمام راوی "تین کتب یعنی۔ نسائی وابوداؤد ابن ابی شیبہ مین تو صحیحین کے راوی ہین اور دو کتاب یعنی مسند امام اعظم اور ترمذی شریف مین بعض راوی صرف صحیح مسلم کے راوی ہین لہذا یہ حدیث موافق شرط صحیحین تین طریقوں سے اور موافق شرط مسلم کے دو طریقوں صحیح ہوئی۔

اور نیز روایت کیا اس حدیث کو شرح معانی الآثار مین" امام طحاوی نے اور مسند دارقطنی مین دارقطنی نے مگر بوجہ دراز ہوجانے رسالہ کے ان دونون کی اسناد نقل کرنے اور پھر توثیق کرنے کو ترک کیا۔ رافعین کی جانب سے اس اسناد پر (جو متعدد کتب احادیث سی منقول ہوئی) چند شبہ ہین۔ سب سے زیادہ قوی شبہ یہ ہے کہ مدار۔ اس حدیث کا عاصم بن کلیب ہے

اور ضعیف کہا ہے عاصم کو امام احمد و ابو داؤد وغیرہم نے۔

اول جواب اس شبہہ کا یہ ہے کہ عاصم بن کلیب رجال مسلم سے ہین اور توثیق کی انکی یحییٰ بن معین اور نسائی نے اور جبکہ امام مسلم نے التزام کیا ہے کہ کسی ضعیف راوی سے اس کتاب مین تخریج نہ کرونگا۔ کما فی مقدمۃ مسلم تو عاصم کی توثیق مسلم سے بھی ہو گئی اور تعلیقاً امام بخاری نے عاصم سے اخذ روایت کیا اور کہین ضعیف نہین تبلایا لہذا توثیق بخاری بھی ثابت ہوئی۔ اَن چار ائمہ کی توثیق کے بعد حاجت کسی کی توثیق کی نہین۔ تذکرۃ القاری مین ہے عاصم بن کلیب بن شعبان بن المجنون الجرمی صدوق وثقہ یحیی بن معین والنسائی وروی لہ مسلم واصحاب السنن الاربعۃ وعلق لہ البخاری۔ (کشف الرین صفحہ ۹)۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حدیث عبد اللہ بن مسعود اور طرق سے مروی ہے سوائے عاصم بن کلیب کے مثلاً مسند امام اعظم مین حماد نے ابراہیم سے ابراہیم نے علقمہ اور اسود سے روایت کیا اور ایسا ہی دارقطنی مین حماد کے واسطے سے اس اسناد کو لیا ہے لہذا مدار حدیث ہذا عاصم کو ٹھہرا کر جرح کرنا غلط ہوا۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اسی حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بواسطہ عاصم روایت کر کے جیسا پہلے گذر چکا امام ترمذی کہتے ہین حَدِیْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَبِہٖ یَقُوْلُ غَیْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالتَّابِعِیْنَ وَھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ وَاَھْلِ الْکُوْفَۃِ اس سے توثیق کرنا ترمذی کا عاصم کی نسبت ثابت ہو گیا اور سوائے اسکے بعض دیگر روایات کے اسناد مین عاصم واقع ہین (کما فی باب کیف الجلوس للتشہد) ان کو ترمذی نے حسن کہا ہے اگر عاصم ضعیف ہوتے تو امام ترمذی کس طرح ان روایات کو حسن کہتے اور اس تقریر ترمذی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بہت صحابہ و تابعین عدم رفع کے مقر ہین گو سند انکی ترمذی نے نقل نہ کی مگر یہ قول امام ترمذی کا

واجب القبول ہے۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ علامہ ابن حزم نے اس روایت کو صحیح کہا ہے چنانچہ فوائد مجموعہ میں" قاضی شوکانی نے سیوطی سے نقل کیا ہے رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ وابن حزم وصححہ انتہی یہ نقل کرکے شوکانی نے کوئی تعاقب نہیں کیا۔ پس ابن حزم کے نزدیک عاصم صحیح حدیث کا راوی ٹھہرا اور علی ہذا القیاس دارقطنی و ابن قطان وغیرہما نے اس اسناد عاصم کو صحیح تبلایا ہے تخریج زیلعی میں لکھا ہے وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ فِي كِتَابِهِ الْوَهْمُ وَالْإِيهَامُ ذَكَرَ التِّرْمِذِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ أَنَّهُ قَالَ حَدِيثُ وَكِيعٍ لَا يَصِحُّ وَالَّذِي عِنْدِي أَنَّهُ صَحِيحٌ وَإِنَّمَا أَنْكَرَ بِهِ عَلَى وَكِيعٍ زِيَادَةَ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَكَذَالِكَ قَالَ الدَّارَقُطْنِي أَنَّهُ حَدِيثٌ صَحِيحٌ إِلَّا هٰذِهِ اللَّفْظَةَ وَكَذَالِكَ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَغَيْرُهُ انتہی اور ابن حجر تلخیص زیلعی میں لکھتے ہیں وَقَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ إِلَّا قَوْلَهُ ثُمَّ لَا يَعُودُ وَكَذَا قَالَ الدَّارَقُطْنِي إِنَّهُ صَحِيحٌ إِلَّا هٰذِهِ اللَّفْظَةَ انتہی غرض روایت عاصم کو صحیح تبلایا ابن حزم و ابن قطان و دارقطنی و احمد بن حنبل وغیرہم نے البتہ بعض کے نزدیک زیادہ (کلمہ ثم لا یعودین) کلام ہے جس کی تحقیق عنقریب آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔

اب بنظر انصاف غور کرنا لازم ہے کہ توثیق عاصم کسقدر علماء سے ثابت ہوگئی امام مسلم و امام بخاری اور یحییٰ بن معین و نسائی سے تو پہلے نقل ہوچکی تھی۔ ترمذی ابن حزم سے اور دارقطنی ابن قطان سے نیز امام احمد حنبل زیلعی ابن حجر سے تو اب ثابت ہوگئی پھر سب ملکر گیارہ حافظ الحدیث اور ائمہ کی طرف سے توثیق عاصم ظاہر ہوئی اور لفظ وغیرہ میں اور حفاظ کی تصحیح کی گنجایش ہے اور یہ بھی معلوم ہوگیا کہ تضعیف امام احمد نسبت عاصم (جیساکہ معترض نے نقل کی ہے) بجائے خود صحیح نہیں امام احمد نے نسبت زیادہ کلمہ ثم لا یعود کے" کلام کی ہے نہ ثقاہت عاصم میں اور اس زیادہ کو سفیان یا وکیع کی طرف منسوب کیا ہے نہ کہ بوجہ عاصم کی (فاندفع الشبھۃ من اصلھا)۔

فوائد مجموعہ صفحہ ۱۴

دوسرا شبہہ رافعین کیجانب سے یہ ہی کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہی کہ یحیی بن آدم کہتے ہین (دیکھا مینے اس کتاب عبداللہ بن ادریس کو جو روایت ہی عاصم بن کلیب سے اس مین کلمہ (ثم لم یعد) نہ تھا یعنی یہ وہم سفیان کا ہی جو کہ اصل حدیث مین موجود نہین کیونکہ اہل علم کے نزدیک کتاب کا زیادہ اعتبار ہی۔

جواب اس شبہہ سے پہلے ہم پھر یاد دلاتے ہین کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مقام پر عاصم کو ضعیف نہین تبلایا اور نہ عاصم پر کوئی جرح کی لہذا ثقہ ہونے مین عاصم کے کوئی خدشہ نہین البتہ سفیان کی نسبت وہم کا گمان ہو کہ کتاب مین کلمہ (ثُمَّ لَمْ یَعُدْ) موجود نہین اور روایت زبانی مین موجود ہے اسکا جواب اول یہ ہی کہ اوس وقت مین یہ عادت تھی کہ اُستاد کی خدمت مین حدیث سنکر گھر آکر اس حدیث کو قلمبند کرتے تھے اُستاد کی کتاب سے کوئی نقل نہین کرتا تھا الا ماشاء اللہ تعالے۔ چنانچہ امام ترمذی کتاب العلل مین لکھتے ہین لِاَنَّ اَکْثَرَ مَنْ مَضٰی مِنْ اَھْلِ الْعِلْمِ لَا یَکْتُبُوْنَ وَمَنْ کَتَبَ مِنْھُمْ اِنَّمَا کَانَ یَکْتُبُ لَھُمْ بَعْدَ السِّمَاعِ انتہی۔ پس اب تحریر کا مدار بھی حفظ ہی پر ٹھہرا سو ابن ادریس نے جو کچھ مجلس استاد سے لوٹ کر لکھا ہے حسب عادت اپنے حفظ سے لکھا ہے اور سفیان کا نہ لکھنا اور محض حفظ پر رہنا اولاً غیر مسلّم ہے اور بعد تسلیم حفظ ابن ادریس اور سفیان کو موازنہ کرنا لازم ہے اور پھر احفظ پر اعتماد کرنا واجب ہی سو تقریب مین سفیان کی نسبت تو یہ لکھا ہے حَافِظٌ فَقِیْہٌ عَابِدٌ اِمَامٌ حُجَّۃٌ مِنْ رُؤُسِ الطَّبَقَۃِ السَّابِعَۃِ اور عبداللہ بن ادریس کو لکھا ہے ثِقَۃٌ فَقِیْہٌ مِنَ الثَّامِنَۃِ پس غور درکار ہے کہ ابن ادریس کو سفیان سے کیا مناسبت ہی سفیان کی نسبت حَافِظٌ اِمَامٌ حُجَّۃٌ رُؤُسِ الطَّبَقَۃِ چار کلمات ایسے ضبط و اتقان کے ہین کہ ابن ادریس کے حق مین ایک کلمہ بھی مثل اس کی نہین تو ایسی اَحْفَظ وَ حُجَّہ و امام کا حفظ (صد گونہ تحریر ابن ادریس ثقہ) پر غالب ہونا ضرور ہے چہ جائیکہ تحریر بھی مبنی حفظ پر ہے لہذا تحریر ابن ادریس ثقہ کو حفظ سفیان پر (جو حافظ امام حجۃ ہے) ترجیح دینا خلاف قاعدہ ائمہ حدیث کے ہے

اور یہ شبہ از سر تا پا مقلوع اور مدفوع ہے

دوسرا جواب یہ ہے کہ تمام جمہور محدثین کے نزدیک زیادۃ ثقہ کی (جو منافی مزید علیہ کے نہو) بلا شبہ مقبول ہے اور خود بخاری کا یہی مذہب ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر نے شرح نخبہ مین مصرحًا لکھدیا کہ آگے آتی ہے اور یہان زیادتی سفیان کا روایت ابن ادریس کی (منافی نہین کیونکہ ابن ادریس کی یہ روایت ہے افتتح فرفع یدیہ ثم رکع پس سوائے رفع یدین تحریمہ کے دوسرے مواقع کے رفع اور عدم رفع سے کوئی تعرض نہین کیا بلکہ سکوت ہے نہ تو اثبات ہی ہے اور نہ نفی آور سفیان نے تحریمہ کے سوائے دیگر مواقع سے رفع یدین کو نفی کیا" انکا نفی کرنا اور ابن ادریس کا سکوت کرنا ہرگز باہم منافی نہین بلکہ مزید علیہ اپنے حال سابق پر ہے منافاۃ مزید کے یہ معنے ہین کہ مبدل یا نافی مزید علیہ کی) ہو چنانچہ شرح نخبۃ الفکر مین ہے وزیادۃ راوِیھما اَی الصحیح والحسن مقبولۃ مالم تقع منافیۃ لروایۃ من ھو اوثق ممن لم یذکر تلک الزیادۃ لان الزیادۃ اما ان تکون لا تنافی بینھا وبین روایۃ من لم یذکرھا فھذہ تقبل مطلقاً لانھا فی حکم الحدیث المستقل الذی یتفرد بہ الثقۃ ولا یرویہ عن شیخہ غیرہ واما ان تکون منافیۃ بحیث یلزم من قبولھا رد الروایۃ الاخری فھذہ التی تقع الترجیح بینھا وبین معارضھا فیقبل الراجح ویرد المرجوح انتہی پس غور وانصاف سے دیکھنا چاہیئے کہ حسب قاعدہ مسلمہ یہ زیادتی نہ منافی ہے اور نہ اسمین حاجۃ ترجیح ہے لہذا کتابت کو روایت پر ترجیح کی کوئی وجہ نہین ہو سکتی (یہ خدشہ بھی بے اصل ہے جو ہرگز التفات کے لائق نہین ۔)

تیسرا شبہ یہ کرتے ہین کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چند مسئلون میں بھول ہو گئی مثلاً مسئلہ اخذ رکبتین (رکوع مین) اور معوذتین کے قرآن شریف مین داخل ہونے مین اسی طرح ممکن ہے کہ حدیث رفع یدین میں بھی بھول ہو گئی ہو۔

جوابًا اس شبہ کا یہ ہے کہ دو چار مسائل ہیں بھول ہو جانے سے یہ ہرگز لازم نہین آتا

کہ تمام روایات اُن کی جو صحیحین اور سُنن اربعہ مین بکثرت موجود ہین وہ سب سہو ونسیان پر محمول ہو جائین۔ بخاری شریف مین ہے حضرت حذیفہ بن الیمان صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین اِنَّ اَشْبَهُ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْيًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَابْنُ اُمِّ عَبْدٍ مِنْ حِيْنِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ اِلٰى اَنْ يَرْجِعَ اِلَيْهِ لَا نَدْرِيْ مَا يَصْنَعُ فِيْ اَهْلِهٖ اِذَا خَلَا۔ ترجمہ تحقیق سب سے زیادہ مشابہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وقار میانہ روی اور طریقہ سیدھے مین البتہ بیٹا ام عبد کا (یعنے عبد اللہ بن مسعود) ہے اسوقت سے کہ نکلتا ہے وہ اپنے گھر سے اسوقت تک کہ لوٹتا ہے گھر کی طرف ہم نہیں جانتے کیا کرتا ہے اپنے گھر والوں مین جبکہ تنہا ہوتا ہے انتہی) اور ترمذی شریف مین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعًا مروی ہے وَتَمَسَّكُوْا بِعَهْدِ ابْنِ اُمِّ عَبْدٍ یعنی جو عبد اللہ بن مسعود دین کے احکام تبلائین اُن پر عمل کرو اور روایت حذیفہ مین اسطرح ہے مَا حَدَّثَكُمُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَصَدِّقُوْهُ۔ جو کچھ عبد اللہ بن مسعود تم سے حدیث بیان کرین اسکو سچا جانو اور اکمال فی اسماء الرجال مین ہے وَكَانَ مِنْ خَوَاصِّهٖ وَكَانَ صَاحِبَ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسِوَاكِهٖ وَنَعْلَيْهِ وَطُهُوْرِهٖ فِي السَّفَرِ هَاجَرَ اِلَى الْحَبَشَةِ وَشَهِدَ بَدْرًا ثُمَّ مَا بَعْدَهَا مِنْ مَشَاهِدَ وَشَهِدَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجَنَّةِ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَضِيْتُ لِاُمَّتِيْ مَا رَضِيَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ وَسَخِطْتُ لَهَا مَا سَخِطَ لَهَا ابْنُ اُمِّ عَبْدٍ" اس کے بعد لکھتے ہین رَوٰى عَنْهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۔ غرض ایسے جلیل القدر مجتہد صحابی کی روایت صحیحہ کی نسبت محض اس وہم ناشی بلا دلیل اور تجویز نفس (سے کہ دو تین مسئلہ انکے اجماع کے خلاف ہین) غلطی اور بھول کا حکم لگا دینا اور شہادۃ صحابہ کی ان کی توثیق مین اور حکم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم انکے قول واخبار کی تصدیق کر لینے میں رد کرنا خلاف دیانت غیر مسموع اور داخل سوء ادب و راتباع نبوی کے خلاف ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (جو صحیحین مین راوی حدیث رفع یدین ہین) بہت زیادہ مسائل مین بھول ہوئی" اگر یہی وجہ باعث ضعف وترک حدیث سمجھی جائے تو حدیث رفع یدین بدرجۂ اولیٰ ضعیف ہوگی چنانچہ "جلب المنفعہ فی الذب عن الائمۃ المجتہدین الاربعہ" مین نواب صاحب بھوپال فرماتے ہین (وہمچنین پنہان ماند بر ابن عمر حدیث مسح بر خفین چنانکہ در موطا و سنن ابن ماجہ مرقوم است وہکذا حدیث رکعتین قبل از مغرب" چنانکہ در سنن ابوداؤد وغیرہا ست وہمچنین حدیث مہر مفوضہ چنانکہ در جامع ترمذی است وحدیث تیمم جنب چنانکہ در اتقاف است وحدیث غسل زن بلا شکستن موئے سر چنانکہ در شرح مسلم وحجۃ بالغہ است وحدیث تطیب قبل از بستن احرام چنانکہ در صحیحین واتقاف است وحرمت بیع تفاضل در متجانسین وقتیکہ دست بدست باشد" تا آنکہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بداں اخبارش نمودہ چنانکہ در صحیح مسلم وشرح وے از نووی است وحدیث اعتماد رسول مختار صلی اللہ علیہ وسلم در ماہ رجب چنانکہ در بخاری است الی آخر العبارۃ) غرض قریب بارہ مسئلوں کے نواب صاحب نے نقل کئے ہیں جنمین حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھول ہوئی۔ اوسکے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت صرف پانچ مسئلہ نقل کئے ہین جنمین بھول ہوئی مگر اُن پانچوں مین رفع یدین نہین اور کس طرح نواب صاحب اپنی طرف سے اس مسئلہ مین غلطی انکی طرف منسوب کردیتے جبکہ صحاح ستہ اور دیگر ائمہ اعلام محدثین متقدمین سے کسی نے اس حدیث مین غلطی اور بھول کو ان کی طرف منسوب نہیں کیا اگر ایسا احتمال ہوتا تو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ رفع الیدین مین یہ احتمال ظاہر فرما دیتے اور اسی طرح اکثر صحابہ اور رواۃ حدیث سے سہو واقع ہوا ہے تو بزعم ان لوگون کے کسی کی روایت کا اعتبار نہونا چاہیئے پس صدہا روایات صحاح ساقط الاعتبار ہوجاوین گی وہو کما تریٰ الیس یہ شبہ بھی ہرگز التفات کے قابل نہین۔

چوتھا شبہ یہ کرتے ہین کہ یہ حدیث ہی موضوع ہے کیونکہ بعض علماء نے اسپر متروک اور موضوع ہونیکا حکم لگایا ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اوراقِ ماسبق مین پانچون کتبِ حدیث کی اسناد بلفظہ نقل کرکے ایک ایک راوی کی توثیق بیان کردی ہے جس سے ثابت ہوا تھا کہ موافق شرط صحیحین ابو داؤد۔ نسائی ابن ابی شیبہ مین اور موجب شرطِ صحیح مسلم مسند امام اعظم اور ترمذی مین !! اس حدیث کی اسناد روایت کی گئی ہے اور کوئی راوی مستور الحال اور متروک نہین !! پھر اسکو موضوع کہدینا غایۃ درجہ کی ناانصافی ہے اور جس کسی کو ذرہ بھی لگاؤ اس فن سے ہوگا وہ ایسی بے اصل کلام زبان سے نہین نکالیگا ورنہ یون خواہ نخواہ موضوع کہدینا اور کسی راوی اسناد کو واضعین سے نہ ثابت کرنا محض ہٹ دھرمی اور بیجا تعصب ہے اور بعض بعض علماء سے بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے یعنی غلطی سے غیر موضوع کو موضوع کہدیا مثلاً علامہ ابن جوزی نے ایک حدیث صحیح مسلم و صحیح بخاری کو اور ۳۸ احادیث مسند امام احمد کو اور ۹ حدیث ابو داؤد کو اور ۳۰ حدیث ترمذی کو اور ۱۰ حدیث نسائی کو اور ۳۰ حدیث ابن ماجہ کو اور بہت سی احادیث تاریخ امام بخاری وغیرہ کو (جو تین سو کے قریب ہین) موضوع لکھدیا ہے حالانکہ ان مین سے فی الواقع ایک بھی موضوع نہین حافظ الحدیث علامہ جلال الدین رسالہ تعقباتِ سیوطی علی موضوعاتِ ابن جوزی کے آخر مین فرماتے ہین ھٰذَا آخِرُ مَا اَوْرَدْتُہٗ فِیْ ھٰذَا الْکِتَابِ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الْمُتَعَقَّبَۃِ الَّتِیْ لَا سَبِیْلَ اِلٰی اِدْرَاجِھَا فِیْ سِلْکِ الْمَوْضُوْعَاتِ وَعِدَّتُھَا نَحْوُ ثَلٰثِمِائَۃٍ۔

البتہ بعض علماء نے اس حدیث کو ضعیف تبلایا ہے مگر موضوع کا اطلاق نہین کیا اور اس امر کا جواب گذر چکا کہ یہ حدیث کسی وجہ سے ضعیف نہین (سب راوی اس کے موثوق ہین بوجہ ضعف رواۃ کسی معتبر محدث نے اسکو ضعیف نہین کہا بلکہ بوجہ زیادہ لفظ ثم لایعود) کے کلام کیا ہے سو وہ بھی (حسب قواعد مسلمہ اُن ہی ائمہ کے ثابت

ہو چکا کہ یہ زیادہ صحیح ہے اسمین کسی طرح کا ضعف نہین اور نہ کوئی وجہ اسکے رد کرنے کی ہے پس ایسی کلام قابل التفات کے نہین ہے اور یہ کلام غیر مسموع بھی (طریق عاصم میں ہی) نہ کہ طریق ابراہیم نخعی میں کہ اسمیں کسی کو کوئی بحث نہین -

نواب صاحب بھوپال باوجود اس وسعت نظر و غلو کے مسک الختام مین روایت امام کا یہ حال لکھتے ہیں اکہ امام اوزاعی نے جو طریق اسناد بمواجہہ امام اعظم بیان کیا اسکے سوا رافعین کے پاس اور طریق اسناد بواسطہ عشرہ مبشرہ موجود ہین جن کی راویان امام اعظم سے زیادہ فقیہہ ہین عبارت بلفظہ مسک الختام کی یہ ہے - واما مناظرہ اوزاعی و ابوحنیفہ واحتجاج اوزاعی بسند عالی واحتجاج امام بفقہ راوی پس منظور فیہ است زیراکہ احادیث رفع را نہ ہمین یک طریق است کہ اوزاعی ذکر کردہ بلکہ راویان وے عشرہ مبشرہ اند وایشان بیشک و شبہہ افقہ انداز تمہا راویان حدیث ابوحنیفہ و بیان آن خواہد آمد انتہی (پس بزعم نواب صاحب طریق اسناد رفع یدین مین اگرچہ راویان حدیث رفع یدین افقہ بہ نسبت رواۃ امام کے ہون مگر طریق اسناد امام کے قوی ہونے مین تو کوئی شک نہین کیونکہ سب راوی ثقہ اور فقیہہ ہین باقی تحقیق اس امر کی اکہ خلفاء راشدین سے آخر الامر کیا منقول ہوا رفع یدین یا عدم رفع یدین آگے آویگی انشاء اللہ تعالے -

بعض علماء غیر مقلدین نے جو نہایت متعصب معلوم ہوتے ہین عوام کو دھوکہ مین ڈالنے کے واسطے حدیث عبداللہ بن مسعود کا موضوع ہونا ملا علی قاری حنفی کی طرف سے نقل کر دیا اور بے کھٹکے صاف لکھدیا کہ ملا علی قاری رسالہ موضوعات کبیر میں اس حدیث کو موضوع کہتے ہین حالانکہ امر برعکس ہے یعنی ملا علی قاری اُن بعض کے قول کو نقل کرکے تردید کرتے ہیں جنہون نے بے دلیل اس حدیث کو موضوع کہدیا عبارت تردید ملا علی قاری کی یہ ہے قُلتُ حدیث ابن مسعودٍ رواہُ ابوداؤد والترمذی وقال

الترمذی حدیث حسن واخرجہ النسائی عن ابن المبارک بسندھما فانقل عن
ابن المبارک غیر ضائر بعد ما ثبت بالطرق التی ذکرناھا ومناظرۃ الاوزاعی
مع الامام ابی حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ مشھورۃ وروی الطحاوی ثم البیھقی بسند
صحیح عن الاسود قال رئیت عمر بن الخطاب رفع یدیہ فی اول تکبیرۃ ثم لا یعود
وروی الطحاوی ان علیاً رفع یدیہ فی اول التکبیر ثم لم یعد انتھی مختصراً۔
ترجمہ کہتا ہوں میں یعنی (ملا علی قاری) حدیث ابن مسعود کو روایت کیا ابوداؤد اور ترمذی
نے پھر ترمذی نے اوسے حدیث حسن کہا اور نسائی نے عبد اللہ بن مبارک سے اُن دونو کی
سند سے اخراج حدیث کیا۔ پس جو ابن مبارک سے منقول ہوا مضر نہیں پس جبکہ ثابت ہو
اس طرق سے جو کہ ہم نے ذکر کیا اور مناظرہ امام اوزاعی کا امام اعظم کے ساتھ مشہور ہے
اور طحاوی نے اولا اوس کے بعد بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ اسود سے اسطرح روایت کیا
جو کہا کہ دیکھا میں نے عمر بن الخطاب کو اٹھائے دونوں ہاتھ اول تکبیر میں پھر نہیں اٹھائے اور
طحاوی نے روایت کیا کہ علی کرم اللہ وجہہ نے دونون ہاتھ اول تکبیر مین اٹھا کر پھر نہین
اُٹھائے انتہی مختصراً۔

یہان تک طرق اسناد حدیث عبد اللہ بن مسعود کا ذکر اور ان طرق پر جو کچھ شبہات تھے
انکے جوابات مذکور ہو لئے اب حدیث برا ابن عازب رضی اللہ عنہ مع مالہ وما علیہ کے
بیان کیجاتی ہے **فاقول** ابو داؤد مین حدیث برا ابن عازب اس طرح روایت کی ہے
حدثنا محمد بن الصباح البزاز نا شریک عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن
بن ابی لیلیٰ عن البراء ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا افتتح الصلوٰۃ
رفع یدیہ الی قریب من اذنیہ ثم لا یعود ترجمہ روایت ہے برا ابن عازب
صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ تحقیق رسول اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے
دونون ہاتھ کانون کے نزدیک تک پہنچاتے پھر نہ اٹھاتے انتہی) اس حدیث کے

اس حدیث کے اول راوی محمد بن الصباح دولابی ابوجعفر بغدادی ثقہ حافظ ہیں کما فی التقریب صفحہ ۲۲۲۔

دوسرے راوی شریک ہیں انکی نسبت لکھا ہے صَدُوقٌ یُخطی کَثِیرًا تَغَیَّرَ حِفظُہ مُنذُ وَلِیَ القَضَاءَ بِالکُوفَۃِ وَکَانَ عَادِلًا فَاضِلًا عَابِدًا شَدِیدًا عَلَی اَھلِ البِدَعِ (تقریب صفحہ ۲۸۰) ہرچند تقریب مین انکی تغیر حفظ اور کثیر الخطا ہونیکا ذکر کیا۔مگر یہ شریک راوی صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے ہین اور امام بخاری نے تعلیقات مین ان سے اخذ روایت کیا خلاصہ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے قَالَ اِبنُ مَعِینٍ ثِقَۃٌ یَغلَطُ وَقَالَ العِجلِیُّ ثِقَۃٌ وَقَالَ یَعقُوبُ بنُ سُفیَانَ ثِقَۃٌ سَیِّئُ الحِفظِ۔انتہی۔

تیسرے راوی یزید بن ابی زیاد ہین ان کی نسبت تقریب مین یہ لکھا ہے۔یزید بن ابی زیاد الہاشمی مولاہم الکوفی ضعیف کبر فتغیر صار یتلقن انتہی اور خلاصہ تہذیب التہذیب مین لکھا ہے قَالَ اِبنُ عَدِیٍّ یَکتُبُ حَدِیثَہٗ وَقَالَ الحَافِظُ شَمسُ الدِّینِ الذَّھَبِیُّ ھُوَ صَدُوقٌ رَدِیُّ الحِفظِ وَقَالَ فِی حَاشِیَۃِ التَّھذِیبِ قَالَ اَبُو زُرعَۃَ یَکتُبُ حَدِیثُہٗ وَقَالَ اَبُو دَاؤُدَ لَا اَعلَمُ اَحَدًا تَرَکَ حَدِیثَہٗ وَغَیرُہٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنہُ۔ انتہی۔امام بخاری نے تعلیقات مین اُن سے روایت کی ہے مسلم اور سنن اربعہ کے راوی ہین چوتھے۔راوی عبدالرحمن بن ابی لیلی ہین ان کی نسبت تقریب مین لکھا ہے عبدالرحمن بن ابی لیلے الانصاری المدنی ثم الکوفی ثقہ من الثانیۃ صحاح ستہ کے یہ راوی ہین غرض اس اسناد مین براء بن عازب تک چار راوی ہین جنمین دو راوی یعنی محمد بن الصباح اور ابن ابی لیلی ہر شش اصول کے راوی ہین جنکی توثیق مین کسی کو کلام نہین۔تیسرے راوی شریک ہین انکا صدوق ہونا اور مسلم کا راوی ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہے اور اس روایت مین شریک کا خطا کرنا موجب جرح نہین ہو سکتا کیونکہ بخاری وغیرہ یزید کا زیادہ کرنا یعنی کلمہ (ثم لا یعود) کا روایت کرنا خود قبول کرتے ہین اور دیگر روات بھی اس زیادہ کو یزید

سے روایتہ کرتے ہین جسکا ذکر آتا ہے پس شریک اس زیادہ مین متفرد نہین لہذا روایت کرنا شریک کا اس زیادہ کو مقبول و معتبر ہے قال الزیلعی فی تخریجہ قال الشیخ فی الامام واعترض علیہ بامور احدھا انکار ھذہ الزیادۃ علی شریک وزعموا ان جماعۃ رووہ عن یزید لم یذکروا فیہ ثم لا یعود قال الشیخ وقد توبع شریک علیھا کما اخرجہ الدارقطنی عن اسمعیل بن ذکریا

انتہی پس جبکہ شریک کے تابع اس زیادہ مین موجود ہین تو یہ زیادہ خطاء شریک نہین ہوسکتی پس صحت اس زیادہ کی نسبت شریک ثابت ہوگئی۔

اور چوتھے راوی جو یزید بن ابی زیاد ہین ان کی توثیق بھی پہلے گذر چکی کہ حافظ شمس الدین ذہبی اور ابن ابی عدی اور ابوداؤد ان کو صدوق کہتے ہین اور مسلم نے انکو اصحاب الصدق والستر مین رکھا ہے قال الزیلعی فی تخریجہ قال الشیخ ویزید بن ابی زیاد معدود فی اھل الصدق ذکر ابو الحارث النفروی قال ابو الحسن ثقۃ یزید بن ابی زیاد جید الحدیث وذکر مسلم فی خطبۃ کتابہ صنفا فقال ان الستر والصدق وتعاطی العلم یشملھم کعطاء بن السائب ویزید بن ابی زیاد انتہی تقریب مین جو ضعیف سے تبلایا باعتبار آخر حال کے تبلایا مگر یزید کا ثقہ ہونا بذاتہ ثابت ہے کہ رجال مسلم ابوداؤد ہین لہذا یہ حدیث حسن ہوئی اور ابوداؤد نے جو اپنی سنن مین لکھا ہے کہ اس حدیث کو سفیان نے بدون کلمہ ثم لا یعود کے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ کلمہ اول یزید نے بیان نہین کیا تھا پھر کوفہ مین اسکو زیادہ کیا ہے اور اس حدیث کو یزید سے ہشیم و خالد و ابن ادریس نے نقل کیا ہے مگر یہ کلمہ نقل نہین کیا ہے تو یہ قول ابوداؤد کا اس زیادہ پر جرح نہین لاتا جبکہ یزید کا صدوق ہونا اور وثوق ثابت ہے کیونکہ یہ کلمہ مبائن اور مخالف حدیث فرید علیہ کے نہیں اسواسطے کہ اصل مین رفع عند التحریمہ کو ذکر کیا ہے اور رفع عدم رفع عند الرکوع وغیرہ کا کچھ ذکر نہیں کیا بلکہ اس سے سکوت ہے اور اس زیادہ مین عدم رفع

عند الرکوع و قیام کو تصریح کیا ہے اور ان مواقع کے عدم رفع سے کوئی مخالفت و مباینت رفع عند التحریمہ کے ساتھ پیدا نہیں ہوتی پس ایسی زیادہ غیر مخالف ثقہ کی مقبول ہوتی ہے چنانچہ شرح نخبہ سے اوپر لکھا گیا۔ وَقَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِی مُقَدَّمَتِہٖ وَمَذْهَبُ الْجُمْهُوْرِ مِنَ الْفُقَهَاءِ وَاَصْحَابِ الْحَدِیْثِ فِیْمَا حَکَاهُ الْخَطِیْبُ اَبُوْبَکْرٍ اَنَّ الزِّیَادَةَ مِنَ الثِّقَةِ مَقْبُوْلَةٌ اِذَا تَفَرَّدَ بِهَا سَوَاءٌ کَانَ ذَالِكَ مِنْ شَخْصٍ وَاحِدٍ بِاَنْ رَوَاهُ نَاقِصًا مَرَّةً وَرَوَاهُ اُخْرٰی وَفِیْهِ تِلْكَ الزِّیَادَةُ اَوْ کَانَتِ الزِّیَادَةُ مِنْ غَیْرِ مَنْ رَوَاهُ نَاقِصًا انتهی پس یزید ثقہ کا اول زیادہ کو ذکر نہ کرنا اور پھر روایت کرنا کچھ مضر صحت کو نہیں ہوا کما تقرر فی الاصول لہذا اس عبارت ابوداود کو بظاہر المعنے محل طعن حدیث میں ذکر کرنا" مناسب نہیں اور حسب قاعدہ اصول حدیث کوئی وجہ طعن کی نہیں قَالَ الْعَیْنِیُّ وَاَمَّا یَزِیْدُ فِیْ نَفْسِهٖ فَهُوَ ثِقَةٌ جَائِزُ الْحَدِیْثِ وَقَالَ یَعْقُوْبُ بْنُ سُفْیَانَ هُوَ وَاِنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ لِتَغَیُّرِهٖ فَهُوَ مَقْبُوْلُ الْقَوْلِ عَدْلٌ ثِقَةٌ وَقَالَ اَبُوْدَاوٗدَ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا تَرَكَ حَدِیْثَهٗ وَغَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ وَقَالَ ابْنُ مَعِیْنٍ فِیْ کِتَابِ الثِّقَاتِ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ یَزِیْدُ ثِقَةٌ وَلَا یُعْجِبُنِیْ قَوْلُ مَنْ تَکَلَّمَ فِیْهِ وَخَرَّجَ حَدِیْثَهٗ ابْنُ خُزَیْمَةَ فِیْ صَحِیْحِهٖ وَقَالَ السَّاجِیُّ صَدُوْقٌ وَکَذَا قَالَ ابْنُ حِبَّانَ وَخَرَّجَ مُسْلِمٌ حَدِیْثَهٗ وَاسْتَشْهَدَ بِهِ الْبُخَارِیُّ فَاِذَا کَانَ حَالُهٗ کَذَالِكَ جَازَ اَنْ یُحْمَلَ عَلٰی اَنَّهٗ حَدَّثَ بِبَعْضِ الْحَدِیْثِ تَارَةً وَبِجُمْلَتِهٖ اُخْرٰی اَوْ یَکُوْنُ قَدْ نَسِیَ اَوَّلًا ثُمَّ ذَکَرَ انتهی الحاصل سفیان کی یہ کلام منقولہ ابوداود موجب جرح اس زیادہ کی محدثین کے قاعدہ سے نہیں ہے اور علی ہذا ہشیم و خالد و ابن ادریس کا اس زیادہ کو روایت نہ کرنا جیسا کہ ابوداود نے کہا اگر مسلم بھی ہو تب بھی کوئی جرح نہیں۔ موافق قاعدہ مذکور کے چہ جائیکہ خود ہشیم کا روایت کرنا بھی اس زیادہ کو ثابت ہوتا ہو) مع دیگر جماعت حفاظ کے قَالَ الْعَیْنِیُّ یُعَارِضُ قَوْلَ اَبُوْدَاوٗدَ قَوْلُ ابْنِ عَدِیٍّ فِی الْکَامِلِ رَوَاهُ هُشَیْمٌ وَشَرِیْكٌ وَجَمَاعَةٌ مَعَهُمَا عَنْ یَزِیْدَ وَقَالُوْا فِیْهِ ثُمَّ لَمْ یَعُدْ وَاَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ زَکَرِیَّا وَنَحْوُهٗ اَخْرَجَ

الْبَيْهَقِيُّ فِي الْخِلَافِيَّاتِ مِنْ طَرِيقِ نَضْرِ بْنِ شُمَيْلٍ عَنْ إِسْرَائِيلَ بْنِ يُونُسَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ يَزِيدَ بِلَفْظِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَذْوَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ وَأَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ كَذَالِكَ انتہی۔ اب واضح ہوگیا کہ یہ عبارت ابوداؤد نہ موجب جرح حدیث ہی اور نہ حسب قاعدہ محدثین کے اس زیادہ پر کوئی جرح ہوسکتا ہے البتہ امام بخاری نے اپنے رسالہ رفع الیدین مین جو قول سفیان بن عیینہ کا نقل کیا ہے وہ خدشہ اس زیادہ پر وارد ہے وہ یہ ہے کہ سفیان کہتے ہین جب یزید بوڑھے ہوگئے تو لوگون نے ان کو لفظ ثم لم یعد تلقین کردیا تھا لہذا یزید قول ثُمَّ لَمْ يَعُدْ کو زیادہ کرنے لگے۔ عبارت رسالہ امام بخاری کی یہ ہی قَالَ سُفْيَانُ لَمَّا كَبِرَ الشَّيْخُ لَقَّنُوهُ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ) فَقَالَ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ انتہی اور تخریج زیلعی مین اس قول سفیان کو حازمی سے اسطرح نقل کیا ہے کہ یزید روایت کرتے تھے اور ثم لا یعود نہین کہتے تھے (یعنی جب مکہ میں روایت کرتے تھے) پھر جب کوفہ میں گئے تو سنا کہ ثم لا یعود زیادہ کرنے لگے لوگون نے تلقین کردیا انہون نے قبول کرلیا اور بیہقی سے تخریج مین دلیل یہ نقل کی ہے کہ قدیم تلامذہ یزید مثل سفیان و شعبہ و ہشیم و زہیر وغیرہم اس زیادہ کو روایت نہیں کرتے اور شاگرد آخر عمر کے جس زمانہ مین اختلاط ہوگیا تھا روایت کرتے ہین عبارت تخریج زیلعی یہ ہے قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ يَزِيدُ بْنُ أَبِي زِيَادٍ يَرْوِي هٰذَا الْحَدِيثَ وَلَا يَقُولُ فِيهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ ثُمَّ دَخَلْتُ الْكُوفَةَ فَرَأَيْتُهُ يَرْوِيهِ وَقَدْ زَادَ فِيهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ) لَقَّنُوهُ فَتَلَقَّنَ انتہی قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَعْرِفَةِ وَيَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ تَلَقَّنَهَا أَنَّ أَصْحَابَهُ الْقُدَمَاءَ لَمْ يَأْثُرُوهَا عَنْهُ مِثْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَشُعْبَةَ وَهُشَيْمٍ وَزُهَيْرٍ وَغَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا أَتَى بِهَا عَنْهُ مَنْ سَمِعَ مِنْهُ بِآخِرِهِ وَكَانَ قَدْ تَغَيَّرَ وَاخْتَلَطَ انتہی اور حافظ ابن حجر تلخیص زیلعی میں اس طرح قول سفیان کا نقل کرتی ہین فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ سَمِعْتُهُ يَزِيدُ فِيهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ فَظَنَنْتُ أَنَّهُمْ لَقَّنُوهُ انتہی

بہرحال زیادۃ پر یہ اقوال سفیان کے بظاہر جرح قوی وارد کرتے ہین، اسکا جواب علمار حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ سفیان کا یہ کہنا کہ اول یزید کلمہ لایعود روایت نہین کرتے تھے۔ کوفہ مین جاکر بیان کیا گو مسلم مگر یہ امر موجب جرح نہین کمامر اور یہ کہنا کہ بعد تغیر کے تلقین ہوئی" غیر مسلم کیونکہ یہ سفیان کا محض ظن و تخمین سے ہے نہ کہ تحقیق یقین سے وہ خود فرماتے ہین فظننت انہم لقنوہ الخ اور اسپر کوئی حجۃ بجز اس کے نہین کہ اول بیان نہ کیا کوفہ مین بیان کیا سو یہ دلیل تلقین کی نہین بلکہ حسب قاعدۂ محدثین ایسی زیادت مقبول ہے۔ کمامضی اور ابن عدی نے کامل مین ہشیم کے واسطہ سے زیادت ثم لایعود کو روایت کرکے تبلادیا قدمار اصحاب یزید نے بھی اس زیادت کو روایت کیا ہے اور یہ زیادت اختلاط کے بعد نہین بلکہ ابتدا سے ہے اور نہ یہ زیادت تلقین ہے بلکہ محفوظ روایت یزید کی ہے اور اس روایت ہشیم کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔ قَالَ اَحْمَدُ ثنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِي زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى اِبْهَامَيْهِ قَرِيْبًا مِنْ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ فِي الصَّلٰوةِ الخ (من کشف الرین) پس واضح ہوگیا کہ یہ زیادت صحیح و معتبر ہے اور جرح کرنا اسپر باین قول ابن علیہ" خلاف قواعد مسلمہ اہل حدیث کے ہے کہ یزید بن ابی زیاد موثوق اور اس کی روایت مقبول و معمول ہے کوئی غبار اسپر نہین واللہ تعالٰے ولی التوفیق۔

دوسرے اسناد جس سے امام ابو داؤد نے اس حدیث براء بن عازب کو روایت کیا الفاظ اسکے یہ ہین حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنْ اَخِيْهِ عِيْسٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِيْنَ افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا حَتّٰى انْصَرَفَ اور امام بخاری نے اس روایت کی اسناد اپنے رسالہ

رفع الیدین مین اس طرح بیان کی ہے قَالَ الْبُخَارِیُّ وَرَوٰی وَکِیْعٌ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ لَیْلٰے عَنْ اَخِیْہِ عِیْسٰی وَالْحَکَمِ بِنْ عُیَیْنَۃَ عَنْ اِبْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَئَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا کَبَّرَ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْ اس طریق اسناد مین جو ابوداؤد اور رسالہ رفع الیدین بخاری سے نقل کیا گیا ہے) امام ابوداؤد فرماتے ہین (ھذا الحدیث لیس بصحیح) مگر چونکہ اول حسن ہونا حدیث یزید کا ثابت ہوچکا کہ یزید ثقہ ہے اور یہ حدیث قبل تغیر کے ہے کیونکہ ہشیم نے (جو تلمیذ قدیم قبل زمانہ تغیر یزید کا ہے) اسکو روایت کیا ہے تو ضعف اس سند کا جو بوجہ محمد بن ابی لیلی کے ہے) ہم کو مضر نہین کیونکہ اس سند سے تقویۃ وتائید اول حدیث" مراد ہے نہ اثبات مدعی اور ضعیف حدیث سے تائید حاصل ہوجاتی ہے کما فی اصول الحدیث اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسکی نسبت یہ شبہ فرماتے ہین کہ یہ روایت جو ابن ابی لیلے نے بیان کی اپنے حافظہ سے بیان کی اور ابن ابی لیلی کی کتاب ہے جو روایت کرتے ہین اسمین اسکو بواسطہ یزید روایت کرتے ہین پھر آخر مرجع حدیث کا یزید کی تلقین پر ٹھیرا اور محفوظ وہ ہے جو روایت کیا یزید سے ثوری اور شعبہ اور ابن عیینہ سے پہلی عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے قَالَ الْبُخَارِیُّ وَاِنَّمَا رَوٰی اِبْنُ اَبِیْ لَیْلٰے ھٰذَا مِنْ حِفْظِہٖ فَاَمَّا مَنْ حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی مِنْ کِتَابِہٖ فَاِنَّمَا حَدَّثَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَیْلٰی عَنْ یَزِیْدَ فَرَفَعَ الْحَدِیْثُ اِلٰی تَلْقِیْنِ یَزِیْدَ وَالْمَحْفُوْظُ مَا رَوٰی عَنْہُ الثَّوْرِیُّ وَشُعْبَۃُ وَابْنُ عُیَیْنَۃَ قَدِیْمًا انتہی جس سے یہ متبادر ہوتا ہے کہ یہ سند محض بے اصل ہے پھر تائید کی صلاحیت نہین رکھتی سو یہ مدفوع ہے کیونکہ محمد بن ابی لیلے صدوق وجائز الحدیث ہے اور جس نے انکو ضعیف لکھا ہے بوجہ سوء حفظ کے (جو آخر عمر مین بعد قضا) لاحق ہوا تھا لکھا ہے اور یہ بھی محقق و مبرہن ہے کہ محمد اپنے بھائی عیسی ابن ابی لیلے سے اور عیسی اپنے والد عبدالرحمن سے روایت کرتے ہین علی ہذا محمد کا حکم ہے اور حکم کا عبدالرحمن سے روایت کرنا بلاتردد ہے پس

ایسی حالت میں اگر محمد عیسیٰ اور حکم سے اس روایت براء کو بھی روایت کرتا ہے جیساکہ
یزید سے روایت کرتا ہے تو ہرگز کوئی مانع نہیں ہوسکتا اور نہ کوئی قدح اس کے
حق میں ہوسکیگا اور یہ بھی احتمال ہے کہ وکیع نے اس روایت کو محمد سے قبل لحوق
سوء حفظ کے اخذ کیا ہو تو ایسی حالت مین اس مین احتمال ضعف کا بہت ضعیف ہی
کہ جسکا انجبار بھی سہل ہے اور تائید کا حصول تو اُس سے خود موافق قواعد اصول
کے ہے قَالَ فِی خلاصة التهذیب مُحَمَّدُ بن عبدِ الرَّحیمِ بن اَبِی لَیلیٰ الانصاریِ
ابو عبدِ الرّحمٰنِ قاضِی الکوفةِ وَاحدُ الاعلامِ عن اخیهِ عیسیٰ والشعبِیِّ وعطاءٍ
ونافعٍ وعنهُ شعبةُ وسفیانُ ووکیعٌ وابو نعیمٍ قالَ ابو حاتمٍ محلّهُ الصدقُ شغلَ
بالقضاءِ فساءَ حفظهُ قالَ العجلیُّ کانَ فقیهاً صاحبُ السُّنّةِ جائزُ الحدیثِ انتهیٰ
اور تقریب مین انکو صدوق سیّئ الحفظ کہا ہے اور میزان الاعتدال میں لکھا ہے
صدوقٌ امامٌ سیّئُ الحفظِ وقد وُثّق روی عنهُ الشعبیُّ وعطاءٌ والحکمُ انتهیٰ اگرچہ
تضعیف بھی ان کے علماء سے منقول ہی مگر وجہ ضعف وہی سوء حفظ عارضی ہی فقط پس
جبکہ محمد کا صدوق موثوق جائز الحدیث ہونا اور عیسیٰ اور حکم سے راوی ہونا محقق ہے
تو احتمال صحت روایت حدیث براء بن عازب کا بھی عیسیٰ اور حکم سے موجود ہے اور
بسبب اسکے کہ سوء حفظ انکو بعد قضاء کے عارض ہوا ہے تو اخذ وکیع کا اس حدیث
کو محمد سے قبل لحوق سوء حفظ کے بھی محتمل صحیح ہے۔ تو ان دو وجہ سے یہ حدیث احتمال
صحت کا رکھتی ہے اور بوجہ مخالفت روایت حفظ حدیث اور روایت کتاب کے
احتمال خطا کا ہے اور یہ اضطراب ہی تو ایسے موقعہ مین اگر حافظ کا یہ اضطراب ہوتا ہی
تو رفع اسکا اس طرح بھی کیا جاتا ہے کہ سب اشیوخ سے اثبات روایت کا مسلم
کرتے ہین کہ احیانا ایک شیخ کا ذکر کیا اور احیانا دوسرے کا چنانچہ بخاری نے
روایت قتادہ کا اضطراب اسی طرح دفع کیا ہے ترمذی کے باب مَا یَقُولُ اِذَا

دخل الخلاء مین لکھا ہے حدیث زید بن ارقم فی اسنادہ اضطراب الخ الی ان قال
قال ابو عیسی سألت محمدا عن ھذا فقال یحتمل ان یکون قتادۃ روی عنھما جمیعا
انتہی دیکھو قتادہ کے اضطراب کو کہ کبھی نضر بن انس سے روایت کرنا بیان کیا اور
کبھی زید بن ارقم سے اس طرح رفع کر دیا کہ دونون سے احتمال روایت ہو سکتا ہی
اب علاوہ ابو داؤد کے جن جن مصنفین محدثین نے حدیث براء بن عازب کو اخذ کیا ہی
انکی عبارت بھی نقل کی جاتی ہے" مسند امام احمد مین اس طرح بیان کیا گیا ہے چنانچہ
پہلے بھی وہ نقل ہو چکا ہے۔ ثنا ھشیم عن یزید بن ابی زیاد عن عبد الرحمن بن
ابی لیلی عن البراء بن عازب قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر
رفع یدیہ حتی نری ابھامیہ قریبا من اذنیہ ثم لا یعود فی تلک الصلوۃ۔
ترجمہ کہا براء ابن عازب نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر فرماتے رفع یدین
کرتے یہان تک کہ ہم دیکھتے دونون انگوٹھے کانوں کے نزدیک پھر اوس نماز مین نہ
اٹھاتے) اس روایت مین شریک راوی کے بجائے ہشیم ہے کہ راوی یزید کا قبل
تغیر یزید کے ہے۔ چنانچہ بیان اسکا ہو چکا۔
اور مصنف ابن ابی شیبہ مین اس طرح ہے ثنا وکیع عن ابن ابی لیلی عن الحکم وعیسی
عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن البراء بن عازب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
کان اذا افتتح الصلوۃ رفع یدیہ ثم لا یرفعھما حتی یفرغ ترجمہ بدستور سابق ہی
اور موافق روایت ابو داؤد و رسالہ رفع الیدین امام بخاری سب رجال اس کے ثقہ
ہین اور امام طحاوی نے شرح معانی الآثار مین اسطرح روایت کیا ہے۔ ثنا ابو بکرۃ
ثنا سفیان ثنا یزید بن ابی زیاد عن ابن ابی لیلی عن البراء بن عازب قال کان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کبر لافتتاح الصلوۃ رفع یدیہ حتی یکون
ابھاماہ قریبا من شحمتی اذنیہ ثم لا یعود طحاوی صفحہ ۱۳۲ ترجمہ بدستور وایضا

ایضا فیہ۔ ثنا ابن ابی داؤد ثنا عمر بن عون نا خالد عن ابن ابی لیلی عن عیسی بن عبد الرحمن عن ابیہ عن البراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔ وایضا۔

ایضا فیہ ثنا محمد بن النعمان ثنا یحیی بن یحیی ثنا وکیع عن ابن ابی لیلی عن اخیہ عن الحکم عن ابن ابی لیلی عن البراء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم مثلہ۔

اور روایت کیا اس حدیث براء ابن عازب کو کئی طرق سے دارقطنی نے اور عبدالرزاق نے جامع مین بخیال اختصار ان کی نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہین سمجھی ہم نے اس جگہ چار حدیث کی کتابون اور ایک رسالہ رفع یدین امام بخاری رح سے حدیث براء ابن عازب کے طریق اسناد کو نقل کیا ہے اگرچہ بعض طرق کے بعض روات ضعیف بھی ہین مگر بوجہ تعدد طرق اسناد کے قوۃ ہو سکتی ہی کما ہو ثابت فی اصول الحدیث۔

بعد ثبوت و توثیق حدیث براء ابن عازب کی حدیث عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی تائید و تقویۃ کے لئے بیان کیجاتی ہی کہا تخریج زیلعی مین قال الطبرانی فی معجمہ حدثنا محمد بن عثمان بن ابی شیبۃ قال ثنا محمد بن عمران بن ابی لیلی حدثنی ابی عن ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن حین یفتتح الصلوۃ وحین یدخل مسجد الحرام فینظر الی البیت وحین یقوم علی الصفا وحین یقوم علی المروۃ وحین یقف مع الناس عشیۃ عرفۃ وبجمع والمقامین وحین یرمی الجمرۃ۔

اور امام بخاری نے تعلیقات رسالہ رفع یدین میں اس طرح روایت کی ہی وکیع عن ابن ابی لیلی عن نافع عن ابن عمر وعن ابن ابی لیلی عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا ترفع الایدی الا فی سبع مواطن فی افتتاح الصلوۃ وفی استقبال القبلۃ وعند الصفا

وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَفِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ - ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین نہ کیا جائے مگر سات جگہ - جب نماز شروع کرے - اور جب خانہ کعبہ مین داخل ہو اور کعبہ کو دیکھے اور جب مروہ پر کھڑا ہو - اور جب لوگون کے ساتھ عرفہ کے دن ڈھلے وقوف کرے اور مزدلفہ مین - اور دونوں مقاموں میں وقت رمی جمرہ کے اور حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ رفع الیدین مین تعلیقاً اس حدیث ابن عباس اور ابن عمر سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث موقوفاً بھی منقول ہی اور مرفوعاً بھی - ہرچند اس روایت پر ائمہ نے کلام کیا ہے مگر چونکہ بطور تائید اسکو نقل کیا ہے کچھ ہرج نہین - ثبوت اصلی مدعا کا دو حدیث سے سابقاً ذکر کردیا گیا ہے اور یہ محض تائید کی غرض سے منقول ہوئی ہے -

تاہم حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس حدیث پر تین شبہ وارد کیے ہین انکا مختصر جواب دیا جاتا ہے ایک یہ کہ شعبہ نے کہا ہے کہ حکم نے مقسم سے نہین سنا مگر چار حدیثین اور یہ حدیث ان چار میں سے نہیں لہذا مرسل ہی -

جواب اس شبہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ ہرچند مرسل امام بخاری کے نزدیک حجت نہ ہو مگر امام مالک - امام اعظم - امام احمد بن حنبل - وغیرہم کے نزدیک حجت ہے پس مرسل ہونا اُن کی دلیل کو کمزور نہین کرتا شرح صحیح مسلم مین ہے ومذہب مالک وابی حنیفہ واحمد واکثر الفقہاء انہ یحتج بہ -

دوسرا شبہ یہ فرمایا ہے کہ طاؤس اور ابو حمزہ اور عطار نے ابن عباس کو دیکھا کہ وہ رکوع کرتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت" رفع یدین کرتے تھے اس کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ جو طاؤس وغیرہ نے ابن عباس سی رفع یدین کرنا نقل کیا وہ مثبت دوام اس فعل کا نہین تاکہ عدم رفع کے معارض ہو ممکن ہے کہ کبھی ابن عباس نے رفع یدین بھی کیا ہو جمہور طرفین رافعین اور مانعین وجوب رفع

یا عدمِ وجوب رفع کے قائل نہین۔ پس کوئی امر معارض" ثابت نہوا اور یہ جواب مسلّماتِ رافعین سے ہے کیونکہ جب بروایتِ مجاہد حضرت عبد اللہ بن عمر سے رفعِ یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو رافعین نے یہی جواب دیا چنانچہ مسک الختام مین نواب صاحب بھوپال فرماتے ہین۔ وجوابش آنست کہ این اعتراض وقتے بر ما وارد شود کہ ابن عمر را راوی وجوبِ رفع گوئیم حالانکہ این نمی گوئیم زیراکہ مجاہد حکایت فعلِ ابن عمر کردہ و فعل را عموم نیست چہ وے نگفتہ کہ ابن عمر گاہی دست نہ برداشت بلکہ حکایت نمازی مخصوص کردہ۔

تیسرا شبہہ یہ فرمایا ہے کہ وکیع کی حدیث مین کلمہ انحصار (لا یرفع الا فی ھذہ المواطن) موجود نہین اور علاوہ ان سات مقامات مذکورہ کے (استسقا اور دعا وغیرہا مین بھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا ثابت ہوا ہے۔ جب حصر اس حدیث مین ثابت نہ ہوا تو جیسے اُن مقامات مذکورہ مین رفع کرے رکوع کرتے وقت اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت بھی رفع یدین کرے۔

جواب اس شبہہ کا علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ بلا شبہہ حصر حقیقی مراد نہین تاکہ تعارض دیگر احادیث کے ساتھ واقع ہو۔ مگر حصر اضافی ضرور ثابت ہی اور جب نماز مین سے بجائے چند مرتبہ رفع کرنے کی صرف ایک جگہ یعنے افتتاح نماز ہی مین رفع کرنے کا ذکر کیا تو اس سے دیگر مقاماتِ رکوع اور رکوع سے اٹھتے وقت کی نفی یقیناً پائے گی کیونکہ نماز جسکا ادا کرنا پانچ مرتبہ رات دن مین فرض ہی اسکے ایک قسم کے حکم کو جو تین جگہ ایک ہی رکعت مین اور ہر رکعت مین کرنا پڑتا ہو ایک جگہ تو بتلا دینا اور دو جگہ چھوڑ دینا خلاف قیاس ہے اور عاداتِ مجتہدین صحابہ سے بمراحل دور ہے ظاہر تو یہی امر ہے آیندہ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

چوتھا شبہہ مصنفِ تنویر العینین نے یہ کہا ہے کہ یہ حدیث مرفوع نہین بلکہ قول ابن عباس ہی۔

جواب اسکا اوّل تو یہ ہے کہ ہر دو طریق طبرانی اور بخاری سے مرفوع ہونا اس کا ثابت ہی جیسا کہ الفاظ روایت سے ظاہر ہوا فلا وجہ لعدم کونہ مرفوعا۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جب قول صحابی ایسا ہو کہ جس مین قیاس کو گنجایش نہ ہو تو وہ حکم مرفوع کا رکھتا ہے کما ھو ثابت عند اھل الحدیث۔

حدیث ابن عباس کے بعد حدیث عباد بن الزبیر ذکر کیجاتی ہی کہا رسالہ کشف الرین مین ومنہا حدیث عُبَادُ بْنُ الزُّبَیْرِ اخرجہ البیہقی فی الخلافیات ایضا اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ الْحَافِظُ عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ مُحَمَّدِ بْنِ یَعْقُوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ الرَّبِیْعِ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِیَاثٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِی یَحْیٰ عَنْ عُبَادِ بْنِ الزُّبَیْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْ شَیْءٍ حَتّٰی یَفْرُغَ۔ ترجمہ روایت ہی عباد بن الزبیر سے تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ جب نماز شروع کرتے شروع نماز مین دونون ہاتھ اٹھاتے پھر آخر تک نہ اُٹھاتے۔ اس حدیث کے اسناد پر امام دقیق العید نے کوئی جرح نہیں کی البتہ یہ کہا ہے کہ عباد بن زبیر صحابی نہین بلکہ تابعی ہین لہذا یہ حدیث مرسل ہوئی متصل نہ رہی۔

جواب اسکا علامہ محمد ہاشم سندی نے یہ دیا ہے کہ حدیث مرسل حنفیوں کے نزدیک مقبول ہی۔ خصوصًا مرسل قرون ثلاثہ پھر جبکہ تایید کی گئی ہو اور احادیث سے اقوال مرسل صرف حنفیوں ہی کے نزدیک مقبول نہین بلکہ امام مالک اور امام احمد بن حنبل اور جمہور فقہا کے نزدیک حجہ ہے پھر کوئی وجہ اعتراض کی نہین۔ کما مر۔

تنبیہہ

یہانتک پانچ احادیث کہ جن مین ایک مرسل ہے اور چار متصل مرفوع ہین۔ چار

صحابہ (عبداللہ بن مسعود - براءؓ بن عازب - عبداللہ بن عمر - عبداللہ بن عباس) کی مذکور ہوئین علاوہ دیگر کتب احادیث کے جن کی عبارتین منقول ہوئیں - خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ رفع الیدین میں ان چارون کو روایت کیا ہے اور کسی کو ان مین سے موضوع نہین کہا اور نہ کسی راوی کو متہم بالکذب یا مستور الحال فرمایا البتہ حسب قاعدہ فن حدیث کچھ کچھ جرح ہر ایک کی اسناد پر فرمائی - جسکو علماء حنفیہ نے فن حدیث ہی کے قاعدہ سے اٹھا دیا ہے خصوصًا حدیثین اولین پر سے کسی جرح کو باقی نہیں رہنے دیا جو منصف طبیعت ہین وہ خود انصاف کر کے دلمین فیصلہ کر لین -

آثار صحابہ

اثر ابن عمر - امام محمد رحمۃ اللہ علیہ موطا مین فرماتے ہین قال محمد اخبرنا محمد بن ابان بن صالح عن عبد العزیز بن حکیم قال رئیت ابن عمر یرفع یدیہ حذاء اذنیہ فی اول تکبیرۃ افتتاح الصلوۃ ولم یرفعھما فیما سوی ذالک ترجمہ عبد العزیز بن حکیم کہتے ہین دیکھا مینے ابن عمر کو اٹھاتے تھے دونوںؑ ہاتھ کانون تک اول تکبیر پر شروع نماز مین اور اس کے سوا نہین اٹھاتے تھے -

اور امام طحاوی شرح معانی الآثار مین حضرت ابن عمر سے یہی روایت دوسرے طریق اسناد سے نقل کرتے ہین عبارت بلفظہ یہ ہے حدثنا ابن ابی داود قال ثنا احمد بن یونس قال ثنا ابو بکر بن عیاش عن حصین عن مجاہد قال صلیت خلف ابن عمر فلم یکن یرفع یدیہ الا فی التکبیرۃ الاولی من الصلوۃ ترجمہ مجاہد کہتے ہین نماز پڑھی مینے پیچھے ابن عمر کے پس نہین اٹھاتے تھے ہاتھ مگر نماز کے پہلے تکبیر مین اس دوسرے اسناد مجاہد کو حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی رسالہ رفع الیدین مین نقل کیا ہے مگر تین جرح وارد کی ہین ایکؑ یہ کہ مجاہد سے لیث نے

نقل کیا کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور یہ محفوظ تر ہے۔ دوسرے یہ کہ صدقہ نے کہا ہے
کہ جس نے حدیث مجاہد ابن عمر سے رفع یدین نہ کرنے مین نقل کی اسکا حافظہ آخر مین
متغیر ہو گیا تھا۔ تیسرے یہ کہ طاؤس اور سالم اور نافع اور ابا الزبیر اور محارب بن دثار
وغیرہم نے کہا ہے اکہ دیکھا ہم نے ابن عمر کو رفع یدین کرتے وقت تکبیر اولی اور رکوع
کئے۔ عبارت امام ممدوح کے رسالہ کی یہ ہے۔

وَالَّذِی قَالَ اَبُوبَکرِ بنِ عَیاشٍ عَن حُصَینٍ عَن مُجَاهِدٍ قَالَ مَا رَئَیتُ اِبنَ عُمَرَ
رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُمَا یَرفَعُ یَدَیهِ فِی شَیئٍ مِنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِی التَّکبِیرَةِ الاُولیٰ فَقَد
خُولِفَ فِی ذَالِكَ عَن مُجَاهِدٍ قَالَ وَکِیعٌ عَنِ الرَّبِیعِ بنِ صَبِیحٍ قَالَ رَئَیتُ مُجَاهِدًا یَرفَعُ
یَدَیهِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا رَفَعَ رَاسَهٗ مِنَ الرُّکُوعِ وَقَالَ جَرِیدٌ عَن لَیثٍ عَن مُجَاهِدٍ
اَنَّهٗ کَانَ یَرفَعُ یَدَیهِ وَهٰذَا اَحفَظُ عِندَ اَهلِ العِلمِ قَالَ صَدَقَةُ اِنَّ الَّذِی یَروِی
حَدِیثَ مُجَاهِدٍ عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُمَا اَنَّهٗ لَم یَرفَع یَدَیهِ اِلَّا فِی اَوَّلِ
التَّکبِیرَةِ کَانَ صَاحِبُهٗ فَقَد تَغَیَّرَ بِاٰخِرِهٖ وَالَّذِی رَوَاهُ الرَّبِیعُ وَلَیثٌ اَولیٰ مَعَ اَنَّ
طَاؤُسًا وَسَالِمًا وَنَافِعًا وَاَبَا الزُّبَیرِ وَمُحَارِبَ بنَ دِثَارٍ وَغَیرَهُم قَالُوا رَئَینَا ابنَ عُمَرَ
یَرفَعُ یَدَیهِ اِذَا کَبَّرَ وَاِذَا رَکَعَ۔

اول جرح کا جواب علماء حنفیہ کی طرف سے یہ ہے کہ اگر خود مجاہد کا رفع یدین کرنا ثابت
ہو تو یہ امر ان کے واسطہ سے روایت عدم رفع کو کمزور نہین کرتا جیسا کہ امام مالک حضرت
ابن عمر سے بواسطہ نافع (جو نہایت درجہ قوی اسناد ہی) حدیث رفع یدین کو روایت
کرتے ہین اور موافق مشہور روایت خود اسکے عامل نہین۔ کما سیجئی۔

دوسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ اگر راوی عن المجاہد متغیر الحافظہ ثابت ہوا جس سے
یہ اسناد کمزور ہوگی تو دوسرا طریقہ اسناد حدیث ہذا جو موطا امام محمد سے نقل ہوا اسکو قوی
کرتا ہے۔

تیسرے جرح کا جواب یہ ہے کہ طاؤس اور سالم اور نافع وغیرہم نے حضرت ابن عمر سے بیشک رفع یدین کرنا نقل کیا۔ مگر مداومت اس عمل کی نقل نہین کی۔ اسطرح مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم "رفع یدین نہ کرنا حضرت ابن عمر سے نقل کیا لہذا ممکن ہو کہ ابتدا مین حضرت ابن عمر نے رفع یدین کیا ہوگا جسکو طاؤس وغیرہ نے دیکھا اور جب بعد مین رفع یدین نہ کرنا ثابت ہوا تو ترک کردیا ہوگا۔ جسکو مجاہد اور عبدالعزیز بن حکیم نے روایت کیا ہو۔

اور امام طحاوی کے نزدیک یہ ترک رفع یدین کرنا ابن عمر کا منسوخیت رفع یدین کا قرینہ ہو حیث قَالَ فِی الطَّحَاوِی فَاِنْ قَالَ فَاِنَّ طَاؤُسًا قَدْ ذَکَرَ اَنَّہٗ رَاٰی ابْنَ عُمَرَ یَفْعَلُ مَا یُوَافِقُ مَا رُوِیَ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ ذَالِکَ قِیْلَ لَھُمْ فَقَدْ ذَکَرَ ذَالِکَ طَاؤُسٌ وَقَدْ خَالَفَہٗ مُجَاھِدٌ فَقَدْ یَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ ابْنُ عُمَرَ فَعَلَ مَا رَاٰہُ طَاؤُسٌ یَفْعَلُہٗ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ عِنْدَہُ الْحُجَّۃُ بِنَسْخِہٖ ثُمَّ قَامَتْ عِنْدَہُ الْحُجَّۃُ بِنَسْخِہٖ وَتَرَکَہٗ وَفَعَلَ مَا ذَکَرَہٗ عَنْہُ مُجَاھِدٌ۔ ھٰکَذَا یَنْبَغِیْ اَنْ یُّحْمَلَ مَا رُوِیَ عَنْھُمْ وَیُنْفٰی عَنْہُ الْوَھْمُ حَتّٰی یَتَحَقَّقَ ذَالِکَ وَاِلَّا سَقَطَ اَکْثَرُ الرِّوَایَاتِ۔

اثر علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ الْجَرْمِیِّ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ رَاَیْتُ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ رَفَعَ یَدَیْہِ فِی التَّکْبِیْرَۃِ الْاُوْلٰی مِنَ الصَّلٰوۃِ الْمَکْتُوْبَۃِ وَلَمْ یَرْفَعْھُمَا فِیْمَا سِوٰی ذَالِکَ ترجمہ روایت ہو کلیب بن شہاب تابعی سے کہا دیکھا مین نے علی بن ابی طالب کو اٹھاتے تھے دونون ہاتھ تکبیر اولی میں فرض نماز سے اور نہین اٹھاتے تھے سوائے اُسکے اور امام طحاوی نے اثر ہذا کو ان الفاظ سے روایت کیا ہو فَاِنَّ اَبَابَکْرَۃَ قَدْ حَدَّثَنَا قَالَ ثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ النَّھْشَلِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ

بعدہٗ ترجمہ تحقیق علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی اول تکبیر مین دونون ہاتھ اٹھاتے پھر اُسکے
بعد نہین اٹھاتے تھے تخریج زیلعی مین لکھا ہی کہ یہ اثر صحیح ہی اور دار قطنی نے بھی اس اثر کی موقوفاً
تصویب کی ہے البتہ مرفوع ہونے مین کلام کی ہے۔

ان دونون اسنادون پر رافعین کیجانب سے اگر یہ شبہہ واقع ہو کہ دونوں کا مدار عاصم
پر ہی اور وہ متکلم فیہ ہے) تو جواب اسکا مفصلاً گذر چکا کہ عاصم بن کلیب رجال مُسلم اور سنن اربعہ
سے ہیں امام بخاری نے بھی تعلیقاً ان سے اخذ کیا ہے۔

(تنبیہ) امام محمد کا روایت کرنا جو مجتہدین اربعہ کے قریب قریب درجہ مین شمار کئے
جاتے ہین اور امام مالک کے علم حدیث مین شاگرد امام شافعی کے استاد امام احمد بن حنبل کے
استاد الاستاد ہین شاہ ولی اللہ صاحب مصفی مین شاگردان امام مالک کی نسبت فرماتے ہین
واز مجتہدین شافعی و محمد بن الحسن بلا واسطہ و احمد عن عبدالرحمن بن مہدی و جماعات عنہ و ابو یوسف
عن رجل عنہ) فوائد البہیہ مین ہی وطلب الحدیث وسمع عن مسعر و مالک والاوزاعی والثوری (شرح موطا
ہین فاضل لکھنوی نے امام شافعی کا شاگرد ہونا اور امام محمد سے علوم پڑہنا بحوالہ کتب شافعیہ مثلاً
تہذیب الاسماء نووی ولسان المیزان ابن حجر وغیرہ سے ثابت کر کے اسکی تکذیب کر دی ہے جو
جو منہاج السنہ مین علامہ ابن تیمیہ نے اس سے انکار کیا ہی اور جسکو حضرات غیر مقلدین شایع کرتے
ہین۔ غرض ایسے امام کا ایسی حدیث کو روایت کرنا اسکے قوی ہونے پر دلالت کرتا ہی اگرچہ بعض راوی
اسکے بعض آئمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہون مگر اس سے فی الواقع ضعیف ہونا انکا لازم نہیں آتا مثلاً
امام مسلم کے ۶۲۵ مشائخ ایسے ہیں جنکو امام بخاری نے معتمد خیال نہین کیا ان مشائخ کے واسطہ سے
جسقدر احادیث امام مسلم نے روایت کین امام بخاری کے نزدیک ضعیف ہیں اور امام بخاری کے ۴۳۴
مشائخ ایسے ہین جنکو امام مسلم نے معتبر نہین سمجھا اور انسے جو روایت امام نے کین امام مسلم کے نزدیک
لائق حجت نہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مقدمہ صحیح مسلم میں وجہ اختلاف فیما بین محدثین
(علامہ جلال الدین سیوطی کے حوالہ سے) اسطرح نقل فرماتے ہین "شیخ جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ گفتہ

ازین جہت است کہ مسلم اخراج احادیث کرد از ششصد و بست و پنج کس از شیوخ کہ احتجاج نکرد[۶۲۵]
باحادیث ایشان امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بر آورد احادیث چار صد و سی[۴۳۴]
و چار تن از مشایخ کہ اعتبار نکرد احادیث ایشان را امام مسلم شیخ محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ فرمود
کہ ہمین سبب یعنی اطلاع بعضے بر احوال رواۃ و عدم اطلاع بعضے غالب تر است در وقوع اختلاف از
صحت احادیث چنانچہ باشد در راویان حدیث نہ آنکہ اختلاف باشد در تحقیق شروط در وما نند ابو الزبیر مکی
یا سہیل بن ابی الصلاح یا علاء ابن عبد الرحمن یا حماد بن سلمہ کہ مسلم ایشان را توثیق کردہ بر خلاف بخاری
(ازین وجہ درین قسم حدیث گفتہ میشود کہ ہذا صحیح علی شرط مسلم ولیس بصحیح علی شرط البخاری و ہمین است
حال بخاری در اخراج حدیث از عکرمہ مولی ابن عباس رضی اللہ عنہما و اسحاق بن محمد فروی بفتح فا
و سکون را و عمر بن مرزوق و غیر ایشان بخلاف مسلم کہ اخراج حدیث ایشان نکردہ انتہی فافہم اس جگہ
یہ شبہ واقع ہوتا ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً رکوع و سجود مین رفع یدین کرنا جو مروی ہی
وہ اسکے معارض ہی) جواب اس شبہ کا حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسطرح دیا ہی کہ اگر وہ حدیث
مرفوع صحیح ہو تو پھر حضرت علی کا باوجود روایت کرنیکے ترک رفع کرنا اُنکے نزدیک نسخ ہو جانیکی
دلیل ہی عبارت بلفظہ یہ ہی فَاِنَّ عَلِیًّا لَمْ یَکُنْ یَرَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ ثُمَّ یَتْرُکُ هُوَ الرَّفْعَ
بَعْدَہٗ اِلَّا وَقَدْ ثَبَتَ عِنْدَہٗ نَسْخُ الرَّفْعِ اور روایت کیا اس اثر علی کرم اللہ وجہہ کو امام بخاری نے
اپنے رسالہ رفع الیدین مین اور اسنادیر کوئی جرح نہین کی مگر باعتبار قاعدہ معارضہ نفی و اثبات
اثبات کو ترجیح دی ہی اور اوسکی تحقیق آگے آویگی انشاء اللہ تعالیٰ ۔

اثر عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی فرماتے ہین وَقَدْ رُوِیَ مِثْلُ ذٰلِکَ اَیْضًا عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ
عَنْہُ کَمَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ دَاؤُدَ وَقَالَ ثَنَا الْحِمَّانِیُّ قَالَ ثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ
عَیَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ بْنِ الْجُبُرِ عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَیْتُ

عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُودُ قَالَ رَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ وَالشَّعْبِيَّ

يَفْعَلَانِ ذَالِكَ ترجمہ روایت ہی اسود سے کہا دیکھا مینے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو اٹھاتے

دونون ہاتھ اول تکبیر مین پھر نہ اٹھاتے کہا راوی نے دیکھا مینے ابراہیم اور شعبی کو کہ وہ بھی ایسا ہی کرتے

تھے اپنے تکبیر اولی کے سوائے ہاتھ نہ اٹھاتے تھے اور تائید کردی اس اسناد طحاوی کی روایت ابن

ابی شیبہ نے الفاظ اسکے یہ ہین ثنا ابو آدم عن بن عیاش عن عبد الملك بن الجبر عن زبیر بن

عدی عن ابراہیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیہ فی شیء من صلوته الا

حین افتتح الصلوٰۃ ترجمہ کہا اسود نے نماز پڑھی مینے ساتھ عمر بن الخطاب کے پس نہ اٹھائے انہون نے

دونون ہاتھ کسی موقع نماز مین مگر اسوقت جبکہ شروع کیا نماز کو اور دارقطنی مین بھی اس اثر کو روایت کیا ہی

اثر ہذا کی صحت اسناد کا دار و مدار حسن بن عیاش پر ہی اور حسن بن عیاش رجال مسلم و ترمذی سی ہین)

تقریب مین ہی الحسن بن عیاش بتحتانیۃ ثم معجمۃ ابن سالم الاسدی ابو محمد الکوفی اخو

ابوبکر المقری صدوق من الثانیۃ) اور امام طحاوی اسی موقع پر فرماتے ہیں وھو حدیث صحیح

لان الحسن بن عیاش وان کان ھذا الحدیث انما دار علیہ فانہ ثقۃ حجۃ قد ذکر ذالك یحیی

بن معین وغیرہ) اسکے بعد فرماتے ہیں افتری عمر الخطاب خفی علیہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم

کان یرفع یدیہ فی الرکوع والسجود وعلم ذالك من دونہ ومن ھو معہ یراہ یفعل غیر ما رای

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعل ثم لا ینکر ذالك علیہ ھذا عندنا محال وفعل عمر

ھذا و ترك اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاہ علی ذالك دلیل صحیح ان ذالك ھو

الحق الذی لا ینبغی لاحد خلافہ۔ ترجمہ کیا تو دیکھا ہی اے مخاطب اس امر کو کہ پوشیدہ ہے عمر

بن الخطاب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا رکوع اور سجدہ مین اور دوسرونکو معلوم

ہوجاے اور جبکہ حضرت عمر کے ہمراہی (یعنی صحابہ) حضرت عمر کو ایسا کرتے دیکھین جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے نہین کیا پھر منع نہ کرین یہ امر ہمارے نزدیک محال ہی غرض حضرت عمر کا رفع یدین نہ کرنا

اور صحابہ کا اس پر انکار نہ کرنا صحیح دلیل اس امر کی ہی کہ یہ اپنے رکوع و سجود مین رفع یدین نہ کرنا

حق ہے کسی کو اسکے خلاف کرنا مناسب نہیں۔

اثر حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

دارقطنی مین اسطرح روایت کیا ہے ثنا ابو عثمان سعید بن محمد بن احمد الحناط وعبد الوہاب بن عیسی بن ابی حیۃ قال اخبرنا اسحاق بن ابی اسرائیل نا محمد بن جابر عن حماد عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومع ابی بکر وعمر رضی اللہ تعالی عنہما فلم یرفعوا ایدیہما الا عند تکبیرۃ الاولی فی افتتاح الصلوۃ

ترجمہ روایت ہے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا نماز پڑھی مینے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور ساتھ ابوبکر اور عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پس نہیں ہاتھ اٹھائے ان دونوں نے مگر وقت تکبیر اولی کے شروع نماز مین (اس روایت دارقطنی کے اسناد مین محمد بن جابر واقع ہے جسکو ضعیف کیا بعض علماء نے اور جن بعض نے انکی حدیث کو بے دلیل موضوع کہدیا یہ تحکم بحت ہے، محمد بن جابر وضاعین سے نہین توثیق کی انکے اسحاق بن اسرائیل نے اور روایت کی ان سے شعبہ ثوری ابن عیینہ وغیرہم نے اور یہ محمد بن جابر رواۃ ابوداؤد وابن ماجہ سے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہذا کو ابن عدی نے بھی لیا ہے چنانچہ فتح القدیر مین ہے واخرج الدارقطنی وابن عدی عن محمد بن جابر عن حماد بن ابی سلیمان عن ابراہیم عن علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وعمر فلم یرفعوا ایدیھم الا عند استفتاح الصلوۃ واعترف الدارقطنی تصویب ارسال ابراہیم ایاہ عن ابن مسعود وتضعیف ابن جابر وقول الحاکم فیہ احسن ما قیل فیہ انہ یسرق الحدیث من کل من یذاکرہ) ممنوع قال الشیخ فی الامام العلم بھذہ الکلمۃ متعذر واحسن من ذالک قول ابن عدی کان اسحاق بن اسرائیل یفضل محمد بن جابر علی جماعۃ ھم افضل منہ واوثق وقد روی عنہ من الکبار ایوب وابن عون وہشام

بْنُ غَسَّانٍ وَالثَّوْرِی وَشُعْبَۃ وَابْنِ عُیَیْنَۃ وَغَیْرِهِمْ وَلَوْلَا اَنَّہٗ فِی الْمَحَلِّ الرَّفِیْعِ لَمْ یُرْوَ عَنْہُ هٰؤُلَاءِ۔۔۔" اور تخریج زیلعی میں ہے اَخْرَجَہُ الدَّارُ قُطْنِی ثُمَّ الْبَیْهَقِی فِی سُنَنِهِمَا وَابْنُ عَدِیٍّ فِی الْکَامِلِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ اَبِی سُلَیْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ صَلَّیْتُ الخ

حاصل کلام یہ ہے کہ محمد بن جابر کو جس نے ضعیف بتلایا یہ مسلم نہیں ہے بلکہ یہ ثقہ ہیں اور اگر اس تضعیف بعض کو تسلیم بھی کیا جاوے تو جو احادیث پہلے صحیح ہو چکیں شاہد اس کے ہیں اور اسی طرح طریق اسناد اثر حضرت عمر اسکا شاہد ہے کما مر۔

اثر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام طحاوی اس طرح روایت کرتے ہیں۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَ عَبْدُ اللّٰہِ لَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ شَیْءٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ اِلَّا فِی اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوۃِ **ترجمہ** روایت ہے ابراہیم سے کہ عبد اللہ بن مسعود نہیں اٹھاتے تھے دونوں ہاتھ کسی جگہ نماز میں سوائے افتتاح کے (یعنی تکبیر تحریمہ کے) اور امام محمد نے اثر ہذا کو بواسطہ امام ثوری روایت کیا ہے الفاظ یہ ہیں قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا الثَّوْرِیُّ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ کَانَ لَا یَرْفَعُ یَدَیْہِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوۃَ۔ اس اثر کی اسناد میں یہ کلام ہے کہ یہ متصل نہیں یعنی ابراہیم نخعی نے بلا واسطہ عبد اللہ بن مسعود سے نہیں سُنا جیسا کہ اس اسناد میں ہے جواب اس کا امام طحاوی نے یہ دیا ہے کہ ابراہیم نخعی نہیں مرسل کرتے تھے کسی اسناد کو عبد اللہ بن مسعود سے مگر بعد متواتر ہونے اس روایت کے عبد اللہ بن مسعود سے چنانچہ ایک مرتبہ اعمش نے ابراہیم سے کہا جب تم میری سے حدیث بیان کرو اس کی پوری اسناد ذکر کرو ابراہیم نے جواب دیا جب میں تیرے سے یہ کہوں کہ عبد اللہ نے ایسا کہا اُس وقت

کہونگا جب ایک جماعت نے عبداللہ سے میرے سامنے روایت کی ہوگی اور جب میں
یہ کہوں کہ فلاں شخص نے عبداللہ سے روایت کی تب میں نے خاص اسی شخص سے سنا
ہوگا عبارت بلفظہ امام کی یہ ہے فَاِنْ قَالُوْا مَا ذَکَرْتُمُوْہُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
غَیْرُ مُتَّصِلٍ قِیْلَ لَهُمْ کَانَ اِبْرَاهِیْمُ اِذَا اَرْسَلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ لَمْ یُرْسِلْهُ اِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهٖ
عِنْدَهٗ وَتَوَاتُرِ الرِّوَایَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْاَعْمَشُ اِذَا حَدَّثْتَنِیْ فَاَسْنِدْ
فَقَالَ اِذَا قُلْتُ لَكَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَمْ اَقُلْ ذَالِكَ حَتّٰی حَدَّثَنِیْهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
وَاِذَا قُلْتُ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَهُوَ الَّذِیْ حَدَّثَنِیْ حَدَّثَنَا بِذَالِكَ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مَرْزُوْقٍ
قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ وَبِشْرُ بْنُ عُمَرَ شَكَّ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ بِذَالِكَ
اب چند آثار وہ ذکر کئے جاتے ہیں جو مصنف ابن ابی شیبہ میں جلیل القدر صحابہ و تابعین
سے روایت کی گئی ہیں اگرچہ بعض اُن کی سابق بھی نقل ہو چکی ہیں مگر چونکہ ترجمہ سب کا
ایک ہی جیسا ہے اور پہلے متعدد مقامات پر لکھا گیا ہے اسواسطے اب جدا جدا ترجمہ
کرنا لاحاصل سمجھکر عبارت بلفظہ نقل کیجاتی ہے۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ اَشْعَثَ
عَنِ الشَّعْبِیِّ اَنَّهٗ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ اَوَّلِ التَّکْبِیْرَةِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُهُمَا حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ
اَبِیْ بَکْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُطَافِ النَّهْشَلِیِّ عَنْ عَاصِمِ بْنِ کُلَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ عَلِیًّا
کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا
حُصَیْنٌ وَمُغِیْرَةُ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهٗ کَانَ یَقُوْلُ اِذَا کَبَّرْتَ فِیْ فَاتِحَةِ الصَّلٰوةِ فَارْفَعْ
یَدَیْكَ ثُمَّ لَا تَرْفَعْهُمَا فِیْمَا بَقِیَ۔ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ
قَالَ کَانَ اَصْحَابُ عَلِیٍّ لَا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ اِلَّا فِیْ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ قَالَ وَکِیْعٌ ثُمَّ
لَا یَعُوْدُوْنَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ عَنْ حُصَیْنٍ وَمُغِیْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ لَا
تَرْفَعْ یَدَیْكَ فِیْ شَیْءٍ مِّنَ الصَّلٰوةِ اِلَّا فِی الْاِفْتِتَاحَةِ الْاُوْلٰی حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرٍ عَنِ
الْحَجَّاجِ عَنْ طَلْحَةَ عَنْ خَیْثَمَةَ وَاِبْرَاهِیْمَ قَالَ کَانَا لَا یَرْفَعَانِ اَیْدِیَهُمَا اِلَّا فِیْ

بدءِ الصلوۃ حدثنا یحیٰی بن سعید عن اسمٰعیل قال کان قیس یرفع یدیہ اول
ما یدخل فی الصلوۃ ثم لا یرفعھما۔ حدثنا معاویۃ بن ھشام عن سفیان عن
مسلم الجھنی قال کان ابن ابی لیلٰی یرفع یدیہ اول شیءٍ اذا کبر حدثنا
ابو بکر بن عیاش عن مجاھد قال ما رأیت ابن عمر یرفع یدیہ الا فی
اول ما یفتتح حدثنا وکیع عن شریک عن جابر بن الاسود و علقمۃ انھما کانا
یرفعان ایدیھما اذا افتتحا ثم لا یعودان حدثنا ابن ادم عن حسن بن عیاش عن
عبد الملک بن الجبر عن الزبیر بن عدی عن ابراھیم عن الاسود قال صلیت مع عمر فلم یرفع یدیہ فی
شیءٍ من الصلوۃ الا حین افتتح الصلوۃ قال عبد الملک ورأیت الشعبی و ابراھیم و ابا اسحاق لا یرفعون ایدیھم

(و) حین یفتتح الصلوۃ

یہ گیارہ اثر ہیں منجملہ گیارہ کے تین اثر صحابی۔ عمر و ابن عمر و علی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اور آٹھ اثر تابعین کے ہیں اسناد ہر ایک کی قوی ہے انصاف والے کیلئے ثبوتِ مدعا یعنی رفع یدین رکوع و سجود کے وقت نہ کرنے میں یہی کافی ہیں۔ اب وہ شبہات ذکر کئے جاتے ہیں جو آجکل زبان زد عوام اور موجب سوء ظنی بنسبت علماء کرام ہیں۔

شبہ اوّل یہ کہ اثبات نفی پر مقدم ہوتا ہے چونکہ احادیث رفع مثبت اور احادیث عدم رفع نافی ہیں اسواسطے احادیث رفع راجح اور احادیثِ عدم رفع مرجوح ہیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ اثبات نفی پر وہاں مقدم ہوتا ہے کہ علم راوی نفی کو محیط نہ ہو اور اگر علم راوی نفی کو محیط ہو تو اُس وقت اثبات و نفی دونوں برابر ہیں اور اس جگہ ایسا ہی ہے کہ عدم رفع بھی مثل رفع کے شاہد و معلوم ہے لہٰذا علم ابن مسعودؓ اس عدم رفع کو محیط ہے اور وہ سابقین اولین صحابہ میں سے ہیں کہ ہر وقت بارگاہ عالی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہنے والے پانچوں نمازوں میں اقتدا کرنے والوں میں سے ہیں کما مرّ۔ علامہ محمد ہاشم اپنے رسالے میں اس سوال و جواب کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔ اَلثَّانِی اَنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَی النَّفْیِ قُلْنَا نَعَمْ

لٰكِنْ اِنَّمَا ذَالِكَ اِذَا لَمْ يَكُنِ النَّفْيُ مِمَّا يُحِيْطُ بِهٖ عِلْمُ الرَّاوِيْ فَاِنْ كَانَ يُحِيْطُ بِهٖ كَمَا فِيْمَا نَحْنُ فِيْهِ فَالْاِثْبَاتُ وَالنَّفْيُ سَوَاءٌ وَلَا شَكَّ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ كَانَ مِنَ السَّابِقِيْنَ اِلَى الْاِسْلَامِ مُلَازِمًا لِصُحْبَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ لَا يَكَادُ يُفَارِقُهُ اِلَّا نَادِرًا حَتّٰى كَانَ يُظَنُّ اَنَّهُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْتَدِيْ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَكَيْفَ لَا يُحِيْطُ عِلْمُهٗ بِهٰذَا النَّفْيِ۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ عدم رفع یدین (عبارت سکون سے ہے) اور رفع یدین مراد عدم سکون سے ہے لہٰذا فی الواقع عدم رفع یدین وجودی اور رفع یدین عدمی ہے اگر لفظ عدمی سے سکون فی الصلوٰۃ کو تعبیر کردیا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ فی الواقع بھی عدمی ہو جاوے دلیل ہماری اس دعوی کی نص شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے عدم رفع یدین کی نسبت (خواہ عدم رفع یدین وقت سلام مراد ہو یا عام ہو) یہ ارشاد فرمایا اسکنوا فی الصلوٰۃ جس سے وجودی ہونا عدم رفع کا ثابت ہوگیا اب اس کے مقابل یعنی رفع یدین کا اسی نص سے عدمی ہونا یعنی عدم سکون کہلانا ثابت ہوا۔ فانقلب المدعیٰ والحمد للہ علی ھذا۔

ف دوسرا شبہ یہ کرتے ہیں کہ احادیث عبد اللہ بن مسعود وغیرہ جن سے عدم رفع یدین ثابت ہوتا ہے احادیث رفع یدین کے معارض نہیں ہو سکتیں کیونکہ احادیث اول الذکر سنن میں ہیں اور احادیث رفع یدین صحیحین میں ہیں اور یہ امر متفق علیہ ہے کہ احادیث صحیحین احتجاج میں احادیث سنن وغیرہ پر مقدم سمجھی جاتی ہیں۔

جواب اس شبہ کا علامہ محمد ہاشم سندی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دیا ہے کہ اگرچہ کوئی حدیث عدم رفع کی صحیحین میں نہیں مگر جب سند بعض کے موافق شرط صحیحین کے ہے یعنی جو روات صحیحین کے ہیں وہی اس حدیث کی سند میں واقع ہیں تو پھر زیادہ

صحیح کہنا حدیث صحیحین کو حدیث مذکور سے دعویٰ بلا دلیل ہے" ایسا ہی کہا ہے امام ابن

ہمام نے تحریر الاصول میں اور صاحب التیسیر نے شرح تحریر میں "عبارت بلفظہ علامہ

موصوف کی یہ ہے قُلْنَا اَحَادِيْثُ النَّفْيِ وَاِنْ لَمْ تَكُنْ فِيْهِمَا اِلَّا اَنَّ بَعْضَهَا ثَابِتٌ

عَلٰى شَرْطِهِمَا وَقَدْ قَالَ اِبْنُ الْهُمَامِ فِيْ تَحْرِيْرِ الْاُصُوْلِ اَنَّ الْقَوْلَ يَكُوْنُ مَا

فِي الصَّحِيْحَيْنِ ... رَاجِحًا عَلٰى مَا رُوِيَ بِرِجَالِهِمَا فِيْ غَيْرِهِمَا اَيْ فِيْ غَيْرِ الصَّحِيْحَيْنِ اِذَا

تَحَقَّقَ فِيْهِ شَرْطُهُمَا اَيِ الصَّحِيْحَيْنِ بَعْدَ ثِقَةِ اِمَامِهِ وَصِحَّةِ الْمَخْرَجِ تَحَكُّمٌ اِنْتَهٰى

وَقَالَ صَاحِبُ التَّيْسِيْرِ شَرْحِ التَّحْرِيْرِ وَهُوَ اَيِ التَّحَكُّمُ اَمْرٌ ظَاهِرٌ اِنْتَهٰى

دوسرا جواب یہ ہے کہ خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ نہیں

لایا میں اس کتاب یعنی (صحیح بخاری میں) مگر حدیث صحیح اور بہت سی احادیث صحیحہ

میں نے چھوڑ دیں اور اسی کے قریب امام مسلم نے فرمایا ہے چنانچہ محدث دہلوی

مقدمہ مشکوۃ میں نقل فرماتے ہیں اَلْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ لَمْ تَنْحَصِرْ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ

وَمُسْلِمٍ وَلَمْ يَسْتَوْعِبَا الصِّحَاحَ كُلَّهَا بَلْ هُمَا مُنْحَصِرَانِ فِي الصِّحَاحِ وَالصِّحَاحُ الَّتِيْ

عِنْدَهُمَا وَعَلٰى شَرْطِهِمَا اَيْضًا لَمْ يُوْرِدَاهُمَا فِيْ كِتَابَيْهِمَا فَضْلًا عَمَّا عِنْدَ غَيْرِهِمَا

قَالَ الْبُخَارِيُّ مَا اَوْرَدْتُ فِيْ كِتَابِيْ هٰذَا اِلَّا مَا صَحَّ وَلَقَدْ تَرَكْتُ كَثِيْرًا مِنَ الصِّحَاحِ

وَقَالَ مُسْلِمٌ اَلَّذِيْ اَوْرَدْتُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنَ الْاَحَادِيْثِ صَحِيْحٌ وَلَا اَقُوْلُ اَنَّ مَا تَرَكْتُ ضَعِيْفٌ اِنْتَهٰى

غرض جب امام بخاری اور امام مسلم نے علاوہ احادیث مندرجہ صحیحین کے دیگر احادیث

صحاح کا اقرار کر لیا تو پھر درصورت جید ہونے اسناد کے" انکار صحت کرنے کی اور بے

دلیل حکم مرجوحیت لگانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اگر یہ امر متفق علیہ ہی مانا جاوے کہ احادیث صحیحین

بہ نسبت احادیث سنن اربعہ وغیرہا کے ہر ایک موقع پر راجح ہیں تب بھی اس

ان احادیث پر ترجیح ثابت نہیں ہوتی جن کو امام اعظم اور صاحبین یا امام مالک نے

لہ یعنی راویان مخرج ثقات ۱۲

صحیح اور قوی سمجھکر عمل کیا ہے کیونکہ اُن مجتہدین کے اساتذہ اور مشائخ "تابعین تھے مابین ان بزرگان اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جسقدر وسائط ہیں وہ سب تابعین ہیں" غرض یہ حضرات خیر القرون میں داخل ہیں جن کی عدالت کی شہادت شارع علیہ السلام نے فرمادی ہے اور بزرگان مصنفین صحاح ستہ خیر القرون کے بعد ہیں فاین ہذا من ذالک ۔

امام ابن ہمام فتح القدیر مین فرماتے ہیں ۔ اَنَّا نَعْلَمُ اَنَّ اَبَا حَنِیْفَۃَ وَاَتْبَاعَہٗ عَادَضُوا الْاَحَادِیْثَ عَلَی الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَتَتَبَّعُوْا وَتَحَفَّظُوْا مِنْھُمْ فَمَا اعْتَمَدُوْہُ وَاَسْنَدُوْہُ بِاِعْتِبَارِ الرِّوَایَاتِ وَالْاَسْنَادِ فَمَقْبُوْلٌ وَمَضْبُوْطٌ لِقُرْبِھِمْ زَمَانَ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ بِخِلَافِ الْبُخَارِیْ وَمُسْلِمٍ لِاَنَّھُمَا بَعْدَ الْقُرُوْنِ الثَّلَاثِ وَصَارَ النَّاسُ بَعْدَھَا مُخْتَلِفَۃَ الْاَحْوَالِ وَظَھَرَ کَثِیْرًا فِیْھِمَا اٰثَارُ الْفِسْقِ وَالْکِذْبِ فَعَلٰی مَنْ اِعْتَمَدَ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَصَاحِبَاہُ وَتَمَسَّکُوْا بِھَا الْحُذُوْا الْحَدِیْثَ مِنْھُمْ ۔

حاصل کلام یہ ہے جن بعض روات کو بزرگان صحاح ستہ نے کئی واسطوں سے سنکر ضعیف کہا یا قوی بتلایا اُن بعض کو بوجہ ہمعصر ہونے کے ائمہ مجتہدین نے بلا واسطہ دیکھا اور حال معلوم کیا اگر ثقہ سمجھا روایت کو لیا ورنہ ترک کیا فشتان مَنْ رَاٰی بِرَاْیِ الْعَیْنِ وَبَیْنَ مَنْ سَمِعَ بِوَاسِطَۃٍ اَوْ بِوَاسِطَتَیْنِ ۔

تیسرا شبہ رافعین کی طرف سے یہ ہے کہ احادیث اثبات رفع کثیر ہیں احادیث عدم رفع سے لہٰذا وہ راجح اور یہ قلیل مرجوح ہیں)

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ صرف کثرت احادیث سے محققین کے نزدیک ترجیح ثابت نہیں ہوتی جبکہ دوسری جانب دیگر احادیث معارض موجود ہوں اگرچہ وہ کم ہوں" اس کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک مدعی نے اپنے دعوے کے ثبوت میں صرف دو گواہ موجود کئے اور اُس کے مقابل نے دس گواہ پیش کر دیے تو یہ دس

گواہ والا شخص محققین کے نزدیک بغیر کسی اور قرینہ کے غالب نہیں ہو جاوے گا یا کسی حکم میں ایک آیۃ موجود ہے اور اس کے معارض دو آیتیں وارد ہیں تو ان دو آیتوں سے اس ایک آیۃ پر ترجیح نہیں ہوگی جب تک کہ حال تقدیم و تاخیر کی تحقیق نہ ہو۔ قَالَ الْعَلَّامَةُ السِّنْدِیُّ فِی کَشْفِ الرَّیْنِ ثُمَّ اِنَّهٗ رَجَّحَ الشَّافِعِیَّةُ الْقَائِلُوْنَ بِالرَّفْعِ اَحَادِیْثَ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ لِوُجُوْهٍ اَلْاَوَّلُ اَنَّ اَحَادِیْثَ اِثْبَاتِ الرَّفْعِ اَکْثَرُ مِنْ اَحَادِیْثِ نَفْیِ الرَّفْعِ وَلَا عِبْرَةَ بِالْقَلِیْلِ فِیْ جَنْبِ الْکَثِیْرِ قُلْنَا لَیْسَ کَذٰلِكَ بَلْ لَا یُرَجَّحُ بِالْکَثْرَةِ عِنْدَ الْحَنَفِیَّةِ وَلِهٰذَا قَالُوْا لَا یُرَجَّحُ بِکَثْرَةِ الشُّهُوْدِ فَلَوْ اَقَامَ مُدَّعٍ وَاحِدٌ شَاهِدَیْنِ وَاٰخَرُ عَشْرَ شُهُوْدٍ فَصَاعِدًا اِنْکَلَاهُمَا سَوَاءٌ کَذَا الْحُکْمُ الْوَارِدُ فِی الْاٰیَةِ وَالْاٰیَتَیْنِ وَالْخَبَرِ الْمَرْوِیِّ عَنْ نَبِیٍّ وَاحِدٍ نَبِیَّیْنِ وَعَنْ هٰذَا قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ فِیْ تَحْرِیْرِ الْاُصُوْلِ اِنَّهٗ بَطَلَ التَّرْجِیْحُ لِاَحَدِ الْحُکْمَیْنِ الْمُتَعَارِضَیْنِ بِکَثْرَةِ الْاَدِلَّةِ انتہٰی۔

چوتھا شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ احادیث رفع یدین پر اکثر ائمہ مجتہدین نے عمل کیا ہے جس سے ترجیح ان احادیث کی ظاہر ہے۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چار امام ہیں منجملہ ان چاروں کے امام اعظم اور امام مالک (موافق مشہور روایت) احادیث عدم رفع یدین کے عامل ہیں امام شافعی اور امام احمد بن حنبل احادیث رفع یدین کے عامل ہیں۔ اشعۃ صحیح مسلم صفحہ ۱۶۸ قَالَ الْاِمَامُ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ مُسْلِمٍ وَقَالَ اَبُوْحَنِیْفَةَ وَاَصْحَابُهٗ وَجَمَاعَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْکُوْفَةِ لَا یُسْتَحَبُّ فِیْ غَیْرِ تَکْبِیْرَةِ الْاِحْرَامِ وَهُوَ اَشْهَرُ الرِّوَایَاتِ عَنْ مَالِكٍ۔

پانچواں شبہ رافعین کی جانب سے یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث رفع یدین کو طرق متعددہ سے ثابت کیا اور ایک جداگانہ رسالہ میں جمع کیا اور احادیث عدم رفع پر جرح فرما کر ان کو ضعیف بتلایا جب ایسے امام الائمہ فن حدیث رفع یدین کو ترجیح دیں پھر اس کے راجح اور عدم رفع یدین کے مرجوح ہونے میں

کیا شک باقی رہا۔

جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ امام ممدوح نے اپنی تحقیق کے مطابق جو کچھ ان کو ثابت ہوا تھا لکھا مگر امام موصوف سے کئی واسطہ پہلے ابراہیم بن قیس بن اسود نخعی تابعی جو سب محدثین صحاح ستہ وغیرہم کے نزدیک حفظ و اتقان اور ثقاہت و عدالت میں مسلّم الثبوت امام ہیں وہ اسیطرح اپنی تحقیق کے موافق جو ان کو صحابہ اور اجلہ تابعین سے پہنچی عدم رفع کو ترجیح دیتے ہیں چنانچہ موطا امام محمد میں اثر ابراہیم نخعی اس طرح پر ہے۔ قَالَ مُحَمَّدٌ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُمَرُ بْنُ مُرَّةَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ عُمَرُ حَدَّثَنِيْ عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلِ الْحَضْرَمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ صَلّٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاٰهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا كَبَّرَ وَاِذَا رَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ مَا اَدْرِيْ لَعَلَّهٗ لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلَّا ذٰلِكَ الْيَوْمَ فَحَفِظَ هٰذَا مِنْهُ وَلَمْ يَحْفَظْهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابُهٗ مَا سَمِعْتُهٗ مِنْ اَحَدٍ مِنْهُمْ اِنَّمَا كَانُوْا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ۔

ترجمہ روایت ہے حصین بن عبد الرحمٰن سے کہا داخل ہوا میں ہمراہ عمر بن مرہ کے ابراہیم نخعی کے پاس کہا عمر نے بیان کیا میرے سے علقمہ بن وائل حضرمی نے اپنے باپ سے کہ انھوں نے نماز پڑھی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پس دیکھا حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین فرماتے ہوئے وقت تکبیر تحریمہ اور وقت رکوع میں جانے اور رکوع سے سر اٹھانے کے وقت۔

ابراہیم نے کہا میں حیران ہوں شاید وائل نے نہیں دیکھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے ہوئے مگر اس دن پس اس کو یاد رکھا اور نہ یاد رکھا ہو ابن مسعود اور ان کے اصحاب نے (کہا ابراہیم نے) نہیں سنا میں نے رفع یدین کو کسی سے

سوائے اس کے نہیں کہ وہ رفع یدین کرتے تھے (یعنی صحابہ شروع نماز تکبیر اولیٰ کے وقت انتہی) ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں وَلَا صَحَابَهُ اَیْ وَلَا سَائِرُ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا سَمِعْتُهُ اَیْ هٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اَیْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا کَانُوْا اَیِ الصَّحَابَةُ یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَهُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ اَیِ التَّحْرِیْمَةَ فَقَطْ وَهُوَ بِمَنْزِلَةِ دَعْوَی الْاِجْمَاعِ اِنْتَهٰی۔ اور انہیں الفاظ کے قریب روایت کیا اس اثر ابراہیم نخعی کو امام طحاوی و دارقطنی وغیرہ نے اسناد اس کی صحیح ہے کوئی راوی مجروح نہیں ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس اثر کو اپنے رسالہ رفع الیدین میں نقل فرما کر کوئی جرح اسناد پر نہیں کی البتہ یہ فرمایا ہے کہ ابراہیم نخعی کا وائل کی حدیث پر یہ کہنا (کہ شاید حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رفع یدین کیا ہو گا جس کو وائل نے دیکھا) ابراہیم کا گمان ہے عبارت بلفظہ امام کے رسالہ کی یہ ہے۔ وَقَالَ وَکِیْعٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ اَنَّهُ ذُکِرَ لَهُ حَدِیْثُ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْهِ اِذَا رَکَعَ وَاِذَا سَجَدَ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لَعَلَّهُ کَانَ فَعَلَهُ مَرَّةً وَهٰذَا ظَنٌّ مِّنْهُ اور ایسا ہی ابو بکر بن عیاش سے امام طحاوی نے نقل کیا وہ کہتے میں نے کسی عالم کو نہیں دیکھا کہ رفع یدین کرتے ہوں سوائے تکبیر اولیٰ کے (عبارت بلفظہ یہ ہے وَلَقَدْ حَدَّثَنِیْ بْنُ اَبِیْ دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ ثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ عَیَّاشٍ قَالَ مَا رَأَیْتُ فَقِیْهًا قَطُّ یَفْعَلُهُ یَرْفَعُ یَدَیْهِ فِیْ غَیْرِ التَّکْبِیْرَةِ الْاُوْلٰی

اگر یہ شبہ پیدا ہو کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ رفع الیدین میں اپنے مقابل کا "سخت الفاظ مثلاً بدعتی وغیرہ سے" نام لیا ہے اگر کچھ رفع یدین کا ثبوت امام کے نزدیک ہوتا تو ایسے الفاظ کا استعمال نہ کرتے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ امام اس رسالہ میں تارکین رفع یدین کو ہرگز بدعتی نہیں فرماتے کیونکہ خود ثوری اور وکیع اور ابراہیم نخعی وغیرہم کو تارکین رفع یدین لکھتے ہیں اور یہ سب امام کے مقبولین مشائخین سے ہیں صحابہ اور تابعین کا یہ شریب ہونا امام ترمذی نے لکھا ہے لہذا امام ممدوح کس طرح تارکین رفع کو بدعتی کہہ سکتے ہیں۔

البتہ بدعتی اس کو کہتے ہیں (جو منکر رفع یدین ہو یعنی کہتا ہو) کہ رفع یدین کا ثبوت ہی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں اور یہ رفع بدعت منکرہ ہے اور جو شخص بعد تسلیم ثبوت رفع احیاناً وعدم رفع احیاناً پھر رفع یدین کو محتمل النسخ باقتداء فعل وقول صحابہ جانے اور عدم رفع پر بوجہ دیگر احادیث کے راجح جانکر عمل کرے وہ ہرگز ہرگز امام کے نزدیک بدعتی نہیں ورنہ امام کے بہت مشائخ ان کے ہی اقرار سے بدعتی کہلائیں گے جس سے نہ صرف بخاری بلکہ تمام احادیث کتب صحاح پر سخت جرح واقع ہو گی۔ امام کے رسالہ کا شروع اسطرح پر ہے۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ الْبُخَارِیُّ اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ اَنْکَرَ رَفْعَ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔ اگر امام کو تارکین رفع یدین پر طعن فرمانا ہوتا تو اس طرح فرماتے اَلرَّدُّ عَلٰی مَنْ لَا یَرْفَعُ الْاَیْدِیْ فِی الصَّلٰوۃِ عِنْدَ الرُّکُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ الرُّکُوْعِ۔ اور پھر لکھتے لکھتے آخر کار صفحہ ۱۲ رسالہ ہذا میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جو رفع یدین کو بدعت کہے اس نے صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن کیا۔ مگر غیر مقلدین زمانہ نے کم استعدادی سے منکرین رفع اور تارکین رفع کے ایک معنے سمجھکر جماعہ مقلدین حنفیہ و مالکیہ کے ساتھ جو کہ اہل السنہ والجماعۃ میں دو ثلث سے زیادہ ہیں "بدظنی" پیدا کر لی

ھدانا اللہ تعالیٰ و یفتح بیننا و بینھم بالحق

علاوہ ازیں بعض علماء سلف کا قاعدہ ہے کہ جو امر شرعاً ان کے نزدیک محقق ہو جاوے اس میں مقابل کو بوجہ حرارت دینی خود سخت الفاظ سے یاد فرمایا کرتے ہیں اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مقابل فی الواقع اس کی مصداق ہو نگے بشرطیکہ ثقاہت وعدالت ان گروہ مقابل کی (امتہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں) مسلّم الثبوت ہو۔ مثلاً امام مسلم مقدمہ صحیح مسلم میں بحث حدیث عنعنہ پر امام بخاری وابن المدینی کی نسبت یہ الفاظ لکھتے ہیں وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ مُنْتَحِلِي الْحَدِيثِ مِنْ اَهْلِ عَصْرِنَا فِي تَصْحِيحِ الْاَسَانِيدِ وَسَقِيمِهَا بِقَوْلٍ لَوْ اَضْرَبْنَا عَنْ حِكَايَتِهِ وَذِكْرِ فَسَادِهِ صَفْحًا لَكَانَ رَاْيًا مَتِينًا وَمَذْهَبًا صَحِيحًا اِذَا الْاِعْرَاضُ عَنِ الْقَوْلِ الْمُطَّرَحِ اَحْرٰى لِاِمَاتَتِهِ وَاِخْمَالِ ذِكْرِ قَائِلِهِ وَاَجْدَرُ اَنْ لَّا يَكُونَ تَنْبِيهًا لِلْجُهَّالِ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الْعِبَارَةِ۔

ترجمہ۔ اور تحقیق کلام کی ہمارے زمانہ کے بعض منتحلی الحدیث (یعنی جو حدیث نہیں جانتے اور محدث کہلاتے ہیں) نے اسانید کی صحت اور سقم میں ایسی کلام کہ اگر ہم اس کی حکایت اور فساد سے اعراض کریں یعنے ذکر نہ کریں تو عمدہ رائے اور مذہب صحیح ہو اسواسطے کہ ایسے قول متروک سے اعراض کرنا ہی لائق ہوتا ہے تاکہ ایسے قائل کا ذکر مشہور نہ ہو اور جہّال سے پوشیدہ ہی رہے۔) اس کے بعد امام مسلم نے دلائل کے ساتھ تردید کرنی شروع کی ہے فافہم وتدبّر۔

اب ہم یہاں سے وجوہاتِ ترجیح عمل براحادیثِ عدم رفع یدین ببیان کرتے ہیں۔

وجہ اول یہ کہ عمدہ ترین احادیثِ رفع یدین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث ہے اور عمدہ ترین احادیث عدم رفع یدین میں عبداللہ

بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے اور یہ دونوں متعارض ہیں مگر بعد نظر دقیق "اول حدیث کا مرجوح ہونا اور حدیث ثانی کا راجح ہونا ظاہر ہے اولاً اسواسطے کہ عبداللہ بن مسعود نے بڑے اہتمام سے قوم کے سامنے یہ حدیث سُنائی یعنے پہلے جتلادیا کہ میں تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دکھلاتا ہوں اور پھر سوائے تکبیر تحریمہ کے اور کسی جگہ رفع یدین نہیں کیا۔ اور عبداللہ بن عمر نے معمولی طور پر روایت فرمائی" طریق ہذا اور سابق میں زمین و آسمان کا فرق ہے ثانیاً اسواسطے کہ راوی حدیث اول یعنے عبداللہ بن عمرؓ سے رفع یدین کا ترک کرنا اسانید جیدہ سے ثابت ہے کما مرّ اور راوی حدیث ثانی یعنی عبداللہ بن مسعود سے کسی ضعیف اسناد کے ساتھ بھی کسی حدیث کی کتاب میں رفع یدین کرنا منقول نہیں ہوا۔

ثالثاً اسواسطے کہ عبداللہ بن مسعود کے بعد راویانِ حدیثِ عدمِ رفع اسود اور علقمہ اور ابراہیم نخعی اسی حدیث پر عامل رہے یعنے رفع یدین نہیں کیا اور عبداللہ بن عمر کے بعد (جو راویانِ حدیثِ رفع میں اپنے زمانہ کے اعلم امام مالک تھے) وہ رفع یدین کے عامل نہیں ہوئے کما مرّ من اشہر الروایات منہ۔

رابعاً اسواسطے کہ عبداللہ بن مسعود افقہ ہیں بہ نسبت عبداللہ بن عمرؓ کے جیساکہ مناظرہ امام اعظم اور امام اوزاعی سے ثابت ہوا۔

خامساً اسواسطے کہ حدیث عبداللہ بن مسعود پر زمانہ صحابہ اور تابعین میں باتفاقِ اکثر علماء عمل کیا گیا یہانتک کہ ابراہیم نخعی نے ایسے الفاظ فرمائے جو دعوے اجماع کے قریب ہیں (یعنی کہا فَمَا سَمِعْتُہٗ مِنْ اَحَدٍ مِنْھُمْ اِنَّمَا کَانُوْا یَرْفَعُوْنَ اَیْدِیَھُمْ فِیْ بَدْءِ الصَّلٰوۃِ حِیْنَ یُکَبِّرُوْنَ اس کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں فَمَا سَمِعْتُہٗ اَیْ ھٰذَا الرَّفْعَ الزَّائِدَ مِنْ اَحَدٍ مِنْھُمْ اَیْ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا كَانُوْا اَیْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِيْ بَدْءِ الصَّلٰوةِ حِيْنَ يُكَبِّرُوْنَ اَیْ لِلتَّحْرِيْمَةِ فَقَطْ فَهٰذَا بِمَنْزِلَةِ دَعْوَى الْاِجْمَاعِ ۔ **خلاصہ** اس اثر ابراہیم نخعی کا یہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی صحابی سے تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین کرنا نہیں سنا اس پر ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ یہ بمنزلہ دعوائے اجماع کے ہے۔ اور ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کو رفع یدین کرتے نہیں دیکھا کما فی من الطحاوی۔ اور مصنف بن ابی شیبہ میں اسناد صحیح سے روایت کی گئی ہے کہ اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اصحاب علی کرم اللہ وجہ تکبیر تحریمہ کے سوائے رفع یدین نہیں کرتے تھے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کثرت ترک رفع یدین پر نواب صاحب بھوپال تسلیم نہیں کرتے مگر تابعین کی کثرت عدم رفع یدین پر مانتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ خدشہ فرماتے ہیں کہ زمانہ تابعین میں کسی امر مسنون کا پوشیدہ ہو جانا بعید نہیں ہے جیسے ہر خفض اور رفع پر تکبیر کہنا اس قرن میں مخفی رہا چنانچہ مسک الختام میں اس سوال وجواب کو ان الفاظ سے نقل کرتے ہیں۔ ونیز گویند کہ رفع در قرن صحابہ شہرت نداشت وبسیارے از صحابہ آنرا نمی کردند جز ایں نیست کہ بعضے از ایشاں احیاناً میکردند چنانکہ قول میمون با بن عباس کہ ندیدم ہیچ یکے را کہ نماز گذارد چنانکہ ابن زبیر "گذارد" دلالت می کند براں۔ پس اگر ایں سنت منسوخ نمی بود ترک اکثر صحابہ آں را مستبعد می نمود وجوابش آنست کہ لازم نمی آید از ندیدن میمون ہیچ یکے را رفع کنندہ منع رفع زیرا کہ وے صحبت کبار صحابہ ندریافتہ وروایت وے از ایشاں ثابت نہ شدہ غایتہ باقی الباب آنکہ غرابت ایں فعل در قرن تابعین ثابت شود ودر خفائے سنت دریں قرن ہیچ استبعاد نیست انتہی۔

اقول میمون ہی صرف عدم روایت رفع یدین صحابہ کے راوی نہیں بلکہ ابراہیم جیسے جلیل القدر تابعی بھی اسی امر کے راوی ہیں اور انہوں نے اکثر صحابہ کو دیکھا اور وہ مشاہیر علماء تابعین سے ہیں اور کسی ایک مسئلہ میں اگر قرن تابعین میں خفا ثابت ہوا جیسا کہ مسئلہ تکبیر ہے" تو اس سے یہ کس طرح لازم آیا کہ اور مسائل میں بھی خفا رہا ورنہ زمانہ تابعین کی سند نہ رہے وہذا خلاف المسلم۔ علاوہ ازیں اس اقرار سے کہ زمانہ تابعین میں خفا رہا حدیث رفع یدین کا مشہور نہ ہونا ثابت ہوگیا۔ لانَّ المشهورَ مَا اشْتَهَرَ فِي القرنِ الثاني حالانکہ رافعین مدعی مشہوریت حدیث رفع یدین کے ہیں کما فی التنویر وغیرہ" ترمذی شریف میں امام ترمذی حدیث عبد اللہ بن مسعود لانے کے بعد فرماتے ہیں وَبِهِ يَقُولُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَالتَّابِعِيْنَ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ وَاَهْلِ الْكُوْفَةِ۔ یعنی عدم رفع یدین کے عامل صحابہ اور تابعین ہیں اور یہی قول سفیان اور اہل کوفہ کا ہے اور احادیث ابن ابی شیبہ وغیرہ گذر چکے جن سے اسقدر اجلہ علماء تابعین کا رفع یدین کو ترک کر دینا باسانید صحیحہ ثابت ہوا۔ امام شعبی۔ ابراہیم نخعی۔ اصحاب علی کرم اللہ وجہ۔ اصحاب عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ خیثمہ۔ قیس۔ ابن ابی لیلےٰ۔ اسود۔ علقمہ پھر اس کے بعد مشہور علماء تبع تابعین میں سے سفیان ثوری۔ وکیع بن الجراح۔ اور تمام کوفہ بالاجماع اور اعلم علماء مدینہ منورہ یعنی امام مالک" کہا شرح موطا امام محمد میں وَ وَافَقَهُ فِي عَدَمِ الرَّفْعِ اِلَّا مَرَّةً الثَّوْرِيُّ وَالْحَسَنُ بْنُ حَيٍّ وَسَائِرُ فُقَهَاءِ الْكُوْفَةِ قَدِيْمًا وَحَدِيْثًا وَهُوَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَصْحَابِهٖ وَقَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ بْنُ نَصْرِ الْمَرْوَزِيُّ لَا نَعْلَمُ مِصْرًا مِنَ الْاَمْصَارِ تَرَكُوْا بِاِجْمَاعِهِمْ رَفْعَ الْيَدَيْنِ عِنْدَ الْخَفْضِ وَالرَّفْعِ اِلَّا اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَاخْتَلَفَ الرِّوَايَةُ فِيْهِ عَنْ مَالِكٍ فَمَرَّةً

قَالَ يَرْفَعُ وَمَرَّةً قَالَ لَا يَرْفَعُ وَعَلَيْهِ جُمْهُوْرُ اَصْحَابِهٖ وَهٰذَا اٰخِرُ الْكَلَامِ فِيْ هٰذَا الْمُقَامِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى حُسْنِ الْاِخْتِتَامِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَحَبِيْبِهٖ سَيِّدِ الْاَنَامِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهِ الْبَرَرَةِ الْكِرَامِ۔

تمت

(مطبوعہ الاماں برقی پریس گلی قاسم جان دہلی)

تقریظ مولانا مولوی غلام محمد صاحب ہوشیارپوری سلمہم الباری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی رفع السماء بغیر عماد و بسط الارض فراشا دخلق لہا الاوتاد
والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین سید کل حاضر و بادو
علیٰ آلہ وصحبہ الذین ہم نور الہدایۃ وائمۃ الرشاد۔ اما بعد فہذہ عجالۃ نافعۃ وعلالۃ رائعۃ سطورہا
کانہا انہار الجنان وعباراتہا احلی من السکر والرمان لاریب انہا لحریۃ ان تکتب
باقلام الذہب علیٰ صفائح الزبرجد لابل علی الواح الزمرد لابل علی خدود الحور باقلام
النور لعمری انہا لشئ عجاب ماراٗیت مثلہا منذ الشباب وہی تبصرۃ لمن اراد التبصر
فی احادیث رسول الثقلین الواردۃ فی باب ترک رفع الیدین کیف لا وقد
الفہا عروۃ العلماء قدوۃ الفضلاء الادیب اللبیب المفسر المحدث الفقیہ الحافظ
المتوحد محبنا مولانا **مشتاق احمد** سلمہ اللہ الصمد وہو اخونا فی التدریس
والتعلیم وشریکنا فی التحصیل من الاستاذ العلیم اعنی بہ شیخ العلماء واستاذ
الفضلاء الحبر العلامہ والفقیہ الفہامہ بقیۃ السلف حجۃ الخلف سیدی سندی
مولانا مولوی **محمد علی** چاندفوری قدس اللہ سرہ السامی اتی فیہا تحقیقات
تنشط بہا الاذان وتدقیقات تعجب باستماعہا الثکلان آخر کلامنا وعاطر مرامنا
اللہم اجعلہا مقبولۃ بین الاعلام بحرمۃ نبیک سید الانام وصلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ
واصحابہ صلوٰۃ دائمۃ الیٰ یوم القیام۔

تحریر حضرت مخدومنا مولانا مولوی رشید احمد صاحب ادام اللہ برکاتہم

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی اللہ تعالیٰ عنہ کہتا ہے کہ اس رسالہ کو بتمامہا بندہ نے دیکھا اور قابل تحسین اور عمدہ دلائل اثبات سے مملو پایا جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء لمولفہ ومحشّیہ ولمن نظر فیہ بعین الانصاف واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم

تحریر جناب مولانا مولوی محمد صاحب لودیانوی

بعد الحمد والصلوٰۃ معلوم ہو کہ اس عاجز نے یہ رسالہ اول سے آخر تک بنظر غور دیکھا میں اپنے گمان میں اس کو عدیم النظیر سمجھتا ہوں۔ خدائے تعالیٰ مصنف کو ثواب جزیل عطا فرماوے اور ناظرین رسالہ ہذا کو توفیق عمل کے نصیب کرے۔ آمین یارب العالمین

خادم الطلبہ محمد لودیانوی

تحریر جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب لودیانوی

الحمد للہ الذی جعل السکون وقارا والخفض والخضوع شعارا ودثارا والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الذی ارسل الیہ الفرقان معیارا وعلیٰ آلہ وصحبہ وتابعیہم اجمعین۔ بعدہ ملحوظ افہام ناظرین رسالہ ہذا از طرف احقر العباد عبد العزیز بن مولانا ومولی الکل مولوی عبد القادر مرحوم لودیانوی آنکہ اس عاجز نے اس مختصر رسالہ کو اول سے آخر تک غور کیساتھ دیکھا حسب قواعد محدثین مصنفین کے بے نظیر اور عجیب پایا مصنف رسالہ سلمہ اللہ تعالیٰ نے راہ تعصب اصلا اختیار نہیں کیا بلکہ تحقیق کما حقہ فرما کر جو کچھ حق تھا وہ ثابت کر دیا۔ اہل انصاف حق پسند کیلئے عجیب تحفہ ابدی المنافع تیار کر دیا اہل تعصب کو لازم ہے کہ سیدھے راستہ پر آجائیں اور جو حق ہے اسکو تسلیم کر لیں۔ واللہ الموفق للرشاد والمنعم للسداد۔

عبد العزیز لودیانوی